THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, November 19, 2012
(87th Session)
Volume XI No. 08
(Nos.01-10)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran. ………...…….	1
2.	Leave of Absence ………………………………	2
3.	Point of Order: Genocide of Palestinians.	3
4.	Condonation of Delay and Presentation of Report.	4-7
5.	Further Discussion on Commenced Resolution on Deweaponization of Karachi……………………	8-25
6.	Resolution on Killings of Journalists.	26-45
7.	Resolution on Establishing Shelter Houses for Senior citizens…………………………………….	46-48

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume XI SP.XI(08)/2012
No.08 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, November 19, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty three minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ
اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ
الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ
﴿١٥٥﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ
رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾

ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

(سورۃ البقرہ آیات 153 تا 157)

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave Applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب مشاہد حسین سید صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 16 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عبدالحسیب خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 15 اور16 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ نزہت صادق صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 16 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Point of Order

Genocide of Palestinians

جناب چیئرمین: جی مشہدی صاحب! آپ Point of order پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین! یہ بہت اہم معاملہ ہے اور اس کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔ فلسطین میں جتنا بھی fallout ہو رہا ہے، اس سے تمام مسلم ممالک، OIC، پاکستان اور دوسرے ممالک، سب کافی disturb ہیں کیونکہ ہمارے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ ظلم، تشدد، genocide, genocide is banned اگر Jewish کا genocide کیا جائے تو Western World کھڑا ہو جاتا ہے، تباہی مچا دیتا ہے اور غریب ممالک پر بمباری کرنا شروع کر دیتا ہے لیکن جب مسلمانوں کا genocide ہو تو پوری دنیا خاموش، حکومتِ پاکستان خاموش۔ پاکستان کے عوام چاہتے ہیں کہ جیسے پورے پاکستان میں ایک ہی لیڈر تھا جس میں ہمت تھی، جنہوں نے اس کے خلاف پہلے دن، پہلے بم پر احتجاج کیا وہ متحدہ قومی موومنٹ

کے قائد الطاف حسین بھائی ہیں۔ انہوں نے point raise کیے اور انہیں پاکستان کے جتنے بھی علمائے دین، پاکستان کی جتنی بھی پاکستان کی intelligentsia ہے، جتنے بھی پاکستان میں اچھی سوچ رکھنے والے people of good will ہیں سب نے اس کو appreciate کیا ہے۔ ٹی وی چینلز پر آپ کے tickers چلتے رہے ہیں اور ویسے بھی الطاف حسین بھائی کو ان لوگوں کے فون بھی جاتے رہے ہیں مگر problem یہ ہے کہ صرف زبانی جمع خرچ کافی نہیں ہے۔ ہم نے کچھ نہ کچھ اپنی مدد کرنی ہے۔ ہمارے مسلمانوں نے بھی جاگنا ہے۔ ہم سارے dominated by United State of America ہیں کیونکہ اسرائیل United States of America کی بے بی ہے اس لئے اس کو نہیں چھیڑنا، اس کے بچے کو کچھ نہیں کہنا کہ ماں باپ ناراض ہو جائیں گے۔ یہ جو ہمارا attitude ہو گیا ہے اور ہم میں اسرائیل سے جو خوف آگیا ہے اس کو ختم کرنا ہے۔

اسرائیل ایک چھوٹا سا ملک ہے، اس کی third rate army ہے۔ اگر ہم سب مل جائیں، اگر عالم اسلام کی پوری قوت اکٹھی ہو جائے، جیسا کہ الطاف حسین بھائی نے کہا ہے کہ اگر ہم ہر طرف سے پیدل چلنا بھی شروع کریں، دنیا کی تاریخ میں کبھی بھی دس لاکھ، بیس لاکھ اور تیس لاکھ سے زیادہ لوگ نہیں مارے گئے۔ مارنے والا fed up ہو جاتا ہے، دنیا fed up ہو جاتی ہے۔ جنگ کبھی بھی اس conclusion سے ختم نہیں ہوئی کہ دشمن کو تباہ کیا جائے۔ اگر ہم تیس لاکھ کی بھی قربانی دے دیں، ایک لاکھ کی بھی قربانی دے دیں تو اسرائیل کے اوپر ہم، دنیا کے مسلمان پیدل جا سکتے ہیں۔ وہ تو چھوڑیں، اس کے لئے تو ہمیں ہمت چاہیے، ہمیں جرات چاہیے اور ہمیں امریکہ سے اجازت چاہیے جو کبھی نہیں ملے گی کیونکہ عرب ممالک جو اسرائیل کے آس پاس ہیں .they are dominated by the United States of America ان کی economy dominated ہے، ان کی foreign policy dominated ہے، یہ countries dominated ہیں۔ وہ تو wishful thinking ہے مگر کم سے کم ہم احتجاج تو کر سکتے ہیں۔

جناب! یہ ہاؤس ایک resolution pass کرے، ایک loud and clear message پاکستان کے عوام کو دے اور فلسطینی عوام کو message دینا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ ہر پاکستانی، اس کا ایک ایک بچہ، ایک ایک بوڑھا اور ایک ایک پاکستانی فلسطینیوں کے لئے صرف آنسو نہیں بلکہ خون کے آنسو بہا رہا ہے۔ یہ جو ان کا قتل عام کیا جا رہا ہے،

جو genocide جاری ہے اس کو روکا جائے اور یہاں سے ایک consensus Resolution پاس کی جائے۔ اس کو کوئی پارٹی oppose نہیں کرے گی۔

Mr. Chairman: Thank you Colonel Sahib. My request is that if all the members intend to move the motion for it, they can have a consultation with the Leader of the House and the Leader of the Opposition. You bring a Resolution, if you want to table and if you want to move a motion that is upto the House. Have a consultation with them.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! پچھلے سال میں نے ایک Resolution داخل کی تھی۔ میں غزہ گیا تھا اور واپس آکر میں نے باقاعدہ اس مسئلے پر ایک Resolution داخل کی تھی جس کا ابھی تک کچھ نہیں پتا ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ foreign office کو بھیجی گئی ہے۔ کیا ابھی تک وہ foreign office سے واپس ہی نہیں آئی ہے۔

Mr. Chairman: Thank you Haji *Sahib.*

اچھا اب آپ ہاؤس کے نوٹس میں لے آئیں، Leader of the House اس پر Parliamentary leaders سے consultation کر لیں In the meantime میں چاہتا تھا کہ تھوڑا سا business کرلوں۔ Senator Muhammad Kazim Khan may move Item No.1-A.

Condonation of Delay and Presentation of Report

Senator Muhammad Kazim Khan: Thank you Chairman Sahib. I beg to move that under sub-rule (1) of rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, the delay in presentation of Report of the Committee on the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [the Constitution (22nd Amendment) Bill, 2012], be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub-rule (1) of rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, the delay in presentation of Report of the Committee on the Bill further to amend the

Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [the Constitution (22nd Amendment) Bill, 2012], be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Senator Muhammad Kazim Khan may move Item No.1(b).

(Interruption)

جناب چیئرمین: شاہ صاحب گزارش یہ ہے آپ ذرا دیکھ لیں کہ what is the motion? This is not the amendment Bill.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! میری گزارش سن لیں۔ جب اس کا بل آئے گا تب you will get the opportunity to oppose it. Now this is the only report of the Standing Committee.

(Interruption)

جناب چیئرمین: میری گزارش سنیں کہ اس رپورٹ کی presentation میں delay کی condonation کے لئے یہ motion تھی۔ That was only one voice in the House. Nobody opposed it.

جی شاہ صاحب point of order پر فرمائیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں بڑا حیران بھی ہوں اور پریشان بھی کہ Constitutional Amendment جو متعلقہ کمیٹی، جس کا میں بھی ممبر ہوں، کے حوالے کی گئی تھی تاکہ وہ اس پر غوروخوض کرلیں۔ جس کا ایک یا ڈیڑھ اجلاس ہوا اور اس پر کوئی consensus built نہ ہو سکا اور وہ adjourn ہو گئی۔ آج کے دن یہ جو رپورٹ اس معزز ہاؤس کے سامنے پیش کی جا رہی ہے وہ آج کے دن پیش ہوئی اور پاس ہوئی except my dissent note جو میں جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، جس طرح پہلے میں نے عرض کیا کہ It is not a simple law making. یہ کوئی Gambling Act پیش یا پاس نہیں ہو رہا، This is a Constitutional Amendment Bill. جس پر پورا ملک کھڑا ہے اور میں جناب کے نوٹس میں لا رہا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔

میں نے وہاں بیٹھے ہوئے ایک بچے سے پوچھا کہ بیٹے! کیا آپ پریس کے ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں میں پریس کا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کونسی پریس کے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی میں تو

سینیٹ سیکرٹریٹ کا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ where is the National press? تو اس بچے نے کہا کہ نیشنل پریس کو قائمہ کمیٹی میں، اندر آنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ان کو اطلاع نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین! کیا وہاں پر کوئی nuclear device کا تجربہ ہو رہا تھا یا law making or constitutional amendment ہو رہی تھی؟ کیا یہ اتنا خطرناک amendment bill ہے کہ جس پر نیشنل پریس کو اندر نہیں آنے دیا گیا۔ نیشنل اسمبلی کی کونسی کمیٹی ہے جس میں نیشنل پریس نہیں جاتا۔ سینیٹ کی کونسی کمیٹی ہے جس میں نیشنل پریس نہیں جاتا اور یہ جس میں delay condone کرائی گئی ہے۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ Constitutional Amendment......

Mr. Chairman: Please confine yourself to the laying of the report.

باقی آپ اگر بات کرنا چاہیں گے تو جب بل آئے گا تب کریں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! اگر یہاں پر اتنی emergency تھی تو ان کو چاہیے تھا کہ پہلے time condone کرا لیتے اور اس کے بعد کارروائی کرتے۔ کارروائی کر کے، واردات کر کے پھر اس ہاؤس کا سہارا لے کر یہ condone کرا رہے ہیں آج ہی پاس ہوا، آج ہی پیش ہوا اور آج ہی condone ہو گیا۔ جناب چیئرمین! اتنی اندھیر نگری کم از کم میں نے دنیا کی کسی پارلیمنٹ میں نہیں دیکھی۔ جناب چیئرمین! خدارا اس طرح condone نہ کیا کریں۔ پھر جو Government Bill پیش ہوا اور ان کے حوالے ہوا تھا ایک that was withdrawn. اور Bill چونکہ اس ہاؤس میں نہیں آیا اور وہ وہاں پر پیش کر دیا گیا at the 11th hour جو کہ property of this House ہے۔ وہ illegal اور unconstitutional! جناب چیئرمین! that was withdrawn by the Law تھا وہ اس کمیٹی نے discuss نہیں کیا Minister Sahib, leader of the House بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے جناب چیئرمین! کہ ہاؤس نے تو کچھ اور بھیجا تھا اور رپورٹ آج کچھ اور آ گئی۔ جناب چیئرمین!

میری عرض ہے کہ آپ اس بات میں intervene کریں اور ان کو اس طرح اس ہاؤس میں نہ کرنے دیں۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Senator Muhammad Kazim Khan may move Item No. 1 (B).

Senator Muhammad Kazim Khan: I, present report of the Committee on the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-Second Amendment) Bill, 2012].

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Report stands presented. Yes, Haji Adeel *Sahib* فرمائیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! فرمائیں کیا، جو آپ نے کرنا تھا کر لیا۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! میں عرض کروں کہ جب Bill آئے گا تو you will get the ample opportunity to discuss its pros and cons. I have examined that report. جو مجھے information ہے کہ the Bill was not withdrawn rather it was there with an amendment and let the Law Minister come into the House. Leader of the House.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): جناب چیئرمین! آپ نے report lay کر دی ہے۔ اس پر آپ کی ruling آچکی ہے۔ آپ نے اس کو accept کیا ہے۔ How can you reverse your own judgment?

Mr. Chairman: Thank you. The proceedings are suspended for 20 minutes for *Maghrib* prayers.

[Then the proceedings of the House were suspended for twenty minutes for Maghrib prayers]

(بعد از نماز مغرب اجلاس جناب چیئرمین، سید نیر حسین بخاری کی زیر صدارت شروع ہوا)

Further Discussion on Commenced Resolution on Deweaponization of Karachi

Mr. Chairman: We may now take up item No. 2, regarding further consideration of the following resolution moved by Shahi Syed on 30th April 2012. This House recommends that the Government may take effective steps to deweaponize the city of Karachi in view of the prevailing law and order situation in the city.

اس پر کون بات کرے گا- جی شاہی سید صاحب، he is not present.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: وہ نہیں ہیں میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ویسے تو mover کو ہونا چاہیے اور mover کو ہی آغاز کرنا چاہیے۔ Normal practice is this. Otherwise حاجی صاحب آپ بات کر لیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ شاہی سید صاحب اتفاق سے کچھ دیر پہلے تھے اور آپ نے مجھے اجازت دی کہ میں اس قرارداد کو ایوان میں غور کے لیے پیش کروں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، یہ already move ہو چکی ہے اس پر چار معزز ممبران بول چکے ہیں لیکن شاہی سید صاحب mover تھے انہوں نے خود بات نہیں کی اس لیے، ابھی آپ بات کر لیں جب وہ آئیں گے تو پھر وہ بھی بات کر لیں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! یہ resolution move ہوئی ہے کہ یہ ہاؤس اس پر غور کرے، اسے پاس کرے۔ میں اس resolution کی support کرتا ہوں کہ کراچی کی حالت ہم سب کے سامنے ہے۔ آج میڈیا میں جو رپورٹ میں نے سنی ہے کہ کراچی میں اوسطاً شہید ہونے والوں کا جو حساب نکالا گیا ہے تو روزانہ تقریباً پانچ لوگ شہید ہو رہے ہیں۔ کسی دن بارہ، کسی دن بیس، کسی دن اٹھارہ، کل کے دھماکے کے نتیجے میں دو افراد شہید ہوئے باقی زخمی ہوئے ہیں۔ جناب والا! ہم ایک عرصے سے کہہ رہے ہیں کہ کراچی میں پولیس ناکام ہو چکی ہے اور تمام پارٹیاں یہ کہتی ہیں کہ پولیس میں مختلف اوقات میں مختلف سیاسی پارٹیوں نے اپنے اقتدار کے دوران لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے پچھلے دور میں جب پولیس نے آپریشن کیا تو اس وقت وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر تھے۔ انہوں نے ایک کامیاب آپریشن

کیا لیکن جب حکومت بدلی تو اس آپریشن میں جتنے بھی پولیس افسران نے حکومت کے ساتھ مل کر بڑی جرات کے ساتھ آپریشن کیا اور وہ لوگ جنہوں نے دہشت گردی پھیلا رکھی تھی، جنہوں نے اپنے عقوبت خانے بنا رکھے تھے، جو بوریوں میں بند لاشیں کراچی کے مختلف علاقوں میں چھوڑ جاتے تھے، جو انسانوں کے ہاتھوں میں کیل ٹھونکتے تھے، جو بھتہ مافیا کے ذریعے پورے کراچی کو لوٹ رہے تھے، تمام تھانوں کے انچارج SHO حضرات کو بعد میں قتل کر دیا گیا۔ آج ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں ہے۔ یہ بالکل ایسا واقعہ ہے جیسے "جیو" کے رپورٹر جناب ولی بابر کو شہید کیا گیا۔ پہلے تو گواہ ملتے نہیں تھے، بمشکل چھ گواہ ملے، ایک ایک کر کے تمام گواہوں کو شہید کر دیا گیا اور آخری گواہ کو چند دن پہلے شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد کراچی کی پولیس میں ہمت ہی نہیں رہی کہ وہ ایسے علاقوں میں جائے جہاں جانے کی پابندی ہے، جو no go علاقے بنے ہوئے ہیں۔ ایسے مافیا پر ہاتھ ڈالے جو بڑے طاقتور ہیں، جن کے اختیار میں ان کی تقرریاں اور تبادلے ہیں۔

جناب چیئرمین! وقت گزرتا گیا، پھر یہ تجویز آئی کہ کراچی میں Rangers کو بلایا جائے تاکہ Rangers وہاں کی صورت حال کو کنٹرول کرے۔ اب تقریباً بیس سال ہوگئے ہیں کہ کراچی میں رینجرز موجود ہے، رینجرز فعال ہے لیکن کراچی میں law and order کی صورت حال دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر شروع میں یہ وبا کم تھی اور ایک آدھ گروپ یہ کام کرتا تھا تو اس کی دیکھا دیکھی دوسرے گروپس بھی پیدا ہوئے، مختلف علاقوں میں، مختلف گروہوں نے کام کرنا شروع کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ کراچی کے شہری جب صبح گھر سے نکلتے ہیں تو ان کو یقین نہیں ہوتا کہ وہ زندہ واپس جا سکیں گے۔ کراچی کے گھر والوں کو یہ نہیں پتا ہوتا کہ ان کے بچے جو سکولوں میں جاتے ہیں آیا وہ خیریت کے ساتھ واپس آئیں گے یا ان کو فون آئے گا کہ آپ کے بچے کو ہم نے اٹھا لیا ہے، وہ ہمارے قبضے میں ہے، اتنے لاکھ یا اتنے کروڑ روپے دیں۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ کراچی میں بھتہ مافیا بھی پیدا ہو گیا جس نے ہر علاقے سے پیسے وصول کرنے شروع کئے یہاں تک کہ کراچی میں جو لوگ کسی ادارے میں ملازم ہیں ان سے بھی ایک خاص مقدار تنخواہ کے حساب سے وصول کی جاتی ہے۔ اس کے بعد بھتہ مافیا اتنا بڑھا کہ مذہب کے نام سے پیسے جمع کرنے شروع کر دیے۔ پچھلے دنوں ایک شخص ہلاک ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک جماعت کی زکوۃ وصولی کی چٹیں تھیں، اس کی کاپیاں پڑی ہوئی تھیں جس میں دس ہزار، پانچ ہزار، دوہزار اور ایک ہزار کی چٹیں تھیں، وہ لوگوں کو چٹیں تقسیم کر رہا تھا اور ان سے زکوۃ وصول کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین! یہاں تک بھی ہوا کہ قربانی کے دوران جن گھروں کے باہر دنبے اور دوسرے جانور باندھے جاتے۔ اس مافیا نے ان کے گھروں میں جا کر دروازے کھٹکانے شروع کردیئے کہ قربانی کتنے بجے ہوگی، اس کے دو گھنٹے بعد ہم آکر کھال لے جائیں گے۔ جناب والا! ان حالات سے کراچی کے لوگ گزر رہے ہیں، انہی حالات میں کچھ قوتوں نے باہر کے ممالک سے پیسا بھیجا اور اپنے نظریات کے نام پر مسلمانوں میں فرقہ واریت کی جنگ شروع کر دی۔ کسی کو مشرق سے پیسے آرہے ہیں اور کسی کو مغرب سے پیسے آرہے ہیں۔ کوئی فقہ جعفریہ کو مضبوط کیے جارہا ہے اور کوئی اہل سنت والجماعت کو پیسے دے رہا ہے اور وہ اپنی جنگ کراچی اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں مذہب کے نام پر لڑرہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ بلوچستان کے بعض علاقوں اور گلگت بلتستان میں بھی یہی صورتحال ہے۔

جناب چیئرمین! یہ رینجرز والے بھی ناکام ہوگئے ہیں۔ ایک اور بڑی عجیب سی بات ہوئی جس کا کوئی حساب ہمیں دے، ہم بار بار پوچھتے رہے کہ ضیاء الحق کے زمانے سے لے کر اب تک prohibited bore کے کتنے licenses کن کن لوگوں کو issue ہوئے ہیں۔ انگریزوں کے زمانے میں تو اسلحے کا license بھی اسی شخص کو issue ہوتا تھا جو taxpayer ہو، باعزت شہری ہو یا وہ شخص جسے اپنی جان کا خطرہ ہو اور عدالت کے حکم پر اسے license ملتا تھا لیکن ضیاء الحق کے دور سے لے کر اب تک جس میں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ(ن) اور مشرف وغیرہ کا دور بھی شامل ہے، ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں prohibited bore کے licenses ایک خاص اور طاقتور گروہ کو issue کیے گئے جس کے نمائندے ہماری اسمبلیوں میں، ہمارے سینیٹ میں موجود تھے۔

جناب چیئرمین! آج تک کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ کراچی میں شہید ہونے والے، قتل ہونے والے لوگ licensed weapon کی گولی سے شہید ہوئے ہیں یا بغیر licensed weapon کی گولی سے۔ جناب چیئرمین! یہ بھی ایک سوال ہے۔ ہم نے اور ہماری پارٹی نے ہمیشہ یہ تجویز کیا کہ کراچی کو آپ deweaponize کریں چاہے licensed weapon ہے یا unlicensed weapon یا غیر قانونی اسلحہ ہے، سڑک کے راستے کہیں سے آتا ہے یا سمندر کے راستے سے جہاز بھر کے آتے ہیں یا NATO containers جو اسلحے سے بھرے ہوتے ہیں، وہ غائب ہوجاتے ہیں اور کراچی کی حدود میں اسلحہ ان سے آتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہماری اس تجویز کو کبھی بھی serious نہیں لیا گیا بلکہ اس کے بدلے میں ہمیں کہا گیا کہ سارے پاکستان کو deweaponize کیا جائے۔ ہم اصولی طور پر اس کے بھی حق میں ہیں کہ پورے پاکستان کو

deweaponize کیا جائے لیکن جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے بارڈر پر ایک بین الاقوامی جنگ لڑی جا رہی ہے، جس کے دوسری طرف 49 ممالک کی فوج کھڑی ہے اور ہمارے قبائلی علاقے میں انہوں نے دہشت گردی پھیلا رکھی ہے۔ خود حکومت مجبور ہے کہ ایک امن لشکر بنائے کیونکہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم لاکھوں افراد کی مزید force بنائیں۔ اس لیے ہم کراچی میں بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! ہم جب کہتے ہیں کہ کراچی کو deweaponize کیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اگر میری پارٹی کے لوگوں کے پاس یا پشتو بولنے والے لوگوں کے پاس licensed weapon ہے یا unlicensed weapon ہے، سب سے پہلے ان سے لیا جائے۔ Across the board سب سے اسلحہ لیا جائے۔ جو licensed weapons ہیں وہ لے کر رکھ لیں، بعد میں ان کو بیٹنگ واپس کر دیں۔ مارشل لاء کے دور میں بھی بعض موقعوں پر licensed weapons پولیس اپنی custody میں لیتی تھی اور بعد میں ان کو واپس کر دیتی تھی تاکہ یہ پتا چل سکے کہ یہ licensed weapons کن کو ملے ہیں۔ آیا ان کو جن پر قتل کے cases ہیں؟ وہ لوگ جو مختلف اخلاقی جرائم میں جیل کاٹ آئے ہیں یا ان پر مقدمات ہیں، کیا ان کے پاس licensed weapons ہیں یا شریف لوگوں کے پاس اسلحہ ہے۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! اب آپ conclude کر لیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ہماری یہ تجویز ہے اور ہم ایمانداری سے کہتے ہیں۔ پختون تو یہ کہتا ہے کہ اسلحہ میرا زیور ہے، اس کے باوجود ہم کراچی کے مفاد میں یہ کہتے ہیں کہ ------

(اس موقع پر پریس گیلری سے میڈیا کے لوگوں نے واک آؤٹ کیا)

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب! ایک منٹ رکیے۔ قائد ایوان صاحب! یہ پریس کے ساتھی باہر چلے گئے ہیں تو آپ ذرا ان سے بات کر لیں کہ .what is the issue جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: کل جو ایک رپورٹر کو بلوچستان میں شہید کیا گیا تھا اس سلسلے میں ان لوگوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ ہمیں تو ایوان کی کارروائی شروع ہوتے ہی ان کے لیے کوئی قرارداد وغیرہ پیش کرنی چاہیے تھی شاید پھر وہ واک آؤٹ نہ کرتے۔ بہرحال وہ تو اب واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ اب ہم ان کو راضی کر کے لے آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بھی ذرا جا کر ان سے بات کر لیں۔ قائد ایوان صاحب بھی گئے ہیں، آپ بھی ان کے ساتھ چلے جائیں۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! مجھے دکھ ہے کہ ہمارے صحافی ساتھی اس وقت پریس گیلری میں موجود نہیں ہیں۔ میری تو خواہش تھی کہ وہ موجود ہوتے۔ بہرحال ان کا کوئی مسئلہ ہے۔ ان کی problem کو دور کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ہم تو کہتے ہیں کہ اسلحہ ہمارا زیور ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے ہمیشہ یہ offer کی ہے۔ جب بھی کسی operation کی ابتداء ہوئی تو جناب چیئرمین! عوامی نیشنل پارٹی کے سیاسی مرکز باچا خان مرکز کراچی میں بھی پولیس آئی اور اس نے تلاشی لی ہے۔ ہمارے صوبے کے صدر کے گھر مردان ہاؤس میں بھی پولیس گئی لیکن ہم نے برا نہیں منایا۔ ہم نے کہا کہ ہمارا یہ مرکز یا ہمارے گھر no go areas نہیں ہیں۔ آئیں! آپ تلاشی کی ابتداء یہاں سے کریں۔

جناب چیئرمین! سوال یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ across the board یہ اسلحہ واپس لے لیا جائے اور جس کا licensed اسلحہ ہے اس کو بعد میں واپس کر دیں، اگر وہ اسلحہ رکھنے کے معیار پر پورا اترتا ہے، وہ ایک شریف شہری ہے، اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہوا ہے تو پھر تو ٹھیک ہے اس کو اسلحے کا license دے دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ جی آپ فوج کے حوالے کیوں کرتے ہیں، ہم تو مارشل لاء کے خلاف ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے اور اس کا عملی مظاہرہ ہم نے سوات میں کیا۔ مشرف کے دور میں آپ نے دیکھا کہ جس وقت سوات وہاں کی civil Government کے قابو سے باہر ہو گیا اور وہاں پر طالبان کی حکومت بن گئی تو ہم نے خود، خیبر پختونخوا کی تمام پارٹیوں نے مل کر حکومت کو اجازت دی کہ وہ فوج سے درخواست کرے کہ وہ وہاں operation کرے اور پھر فوج نے operation کیا اور نتیجے میں آج سوات میں الحمدللہ کراچی کے مقابلے میں زیادہ امن ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ حاجی صاحب۔ میں ایک بات عرض کر دوں کہ under the rules جس کے تحت motion move کی گئی ہے، normally prescribed time for every member to speak is 10 minutes, the mover can speak for 15 minutes and the Minister has to respond for 15 minutes. لہذا میں یہ request کروں گا کہ اپنی بات کو مختصر رکھیں اور جیسا کہ یہ resolution بڑے عرصے سے Orders of the Day پر آ رہی ہے we can put this resolution before

the House. So, keep that thing in mind that rules say that 10 minutes are allowed for each member. جناب مصطفیٰ کمال صاحب۔

سینیٹر سید مصطفیٰ کمال: جناب! میں صرف 7/8 منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔ آپ بے فکر ہو جائیے۔ میرے تین منٹ کسی اور کو دے دیجئے۔ Thank you very much for giving me this opportunity. جناب چیئرمین! اے این پی کے دوستوں نے یہ resolution پیش کیا، ہم اس کو welcome کرتے ہیں اور یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہمارے ANP کے تمام سینیٹرز کا تعلق خیبر پختونخوا سے ہے لیکن ان کو کراچی کی بڑی فکر ہے۔ ماشاءاللہ ہم اس کو سراہتے ہیں کہ کراچی پاکستان کی economy کا back bone ہے اور انہوں نے کراچی کے مسئلے کو اٹھایا ہے۔ اگرچہ ہم بچپن سے یہ سنتے چلے آرہے ہیں اور ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اور جب کالج کے لڑکوں کو All Pakistan trip پر لے کر جاتے تھے، اس وقت ہم نے دیکھا کہ اگر آزاد طریقے سے اسلحہ چلانا ہو یا کہیں پر فائرنگ کرنی ہو یا practice کرنی ہو تو خیبر پختونخوا کے آزاد علاقوں میں جا کر آپ جس طریقے کا اسلحہ چاہیں، اس کو استعمال کریں، اس کو چلائیں اور چند روپے دے کر وہ باقاعدہ آپ کو رائفل دیں گے اور وہاں پر فائرنگ کروائیں گے لیکن وہاں پر کبھی اس طرح کا کوئی issue create نہیں ہوا اور آج کراچی کو deweaponize کرنے کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس august House کو یہ پتہ ہے کہ کراچی میں اسلحہ بنانے کی نہ تو کوئی فیکٹری ہے اور نہ ہی ایک bullet بھی کراچی میں produce ہوتی ہے۔ کراچی میں اسلحہ کئی صوبائی بارڈرز پاس کر کے آتا ہے۔ بڑی دور سے لوگ اسلحہ لے کر آتے ہیں۔ Yet کراچی میں تمام قسم کے اسلحہ کی بھرمار ہے۔ یہ جو motion یا debate ہے، میں اس کے political aspect کو ایک side پر رکھ کر یہ بات کر رہا ہوں کہ کراچی یا پاکستان کے کسی بھی مسئلے کو اگر واقعی ہم حل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کم از کم اس میں سے politics نکالنی پڑے گی یا اس میں سے number gain کرنے والے جو issues ہیں وہ نکالنے پڑیں گے۔ اور کراچی کم از کم اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ وہاں پر ہم کوئی politics کریں یا وہاں پر اپنے نمبرز بڑھانے کے لیے کوئی کام کریں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کو اور پورے ملک کو واقعی اسلحہ سے پاک ہونا چاہیے۔ اور اس issue پر ہمارا نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں ایک بل موجود ہے لیکن اگر کراچی کو اسلحہ سے پاک کرنے کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ صرف کراچی کو اسلحہ سے پاک کرنے کی بات کر کے اور آپ cordon off کر کے یا کرفیو لگا کر ایک ایک اسلحہ اور ایک ایک گولی آپ

recover بھی کر لیتے ہیں تو یہ اسی طریقے سے ہو توجائے گا اور یہ اسی طریقے کی parallel بات ہو جائے گی کہ خدا نخواستہ اگر کسی مریض کو کینسر ہے اور اس کے کینسر کو اوپری طور پر اس کے زخم کو نکال دیں اور اس کے اندر جراثیم چھوڑ دیں، اس کے اندر وائرس چھوڑ دیں اور اس کے اوپر کیموتھراپی نہ کریں اور کیمو تھراپی سے اس کے ایک ایک وائرس کو ختم نہیں کریں گے تو تھوڑے دنوں کے بعد وہ وائرس اس جسم کو دوبارہ متاثر کرنے لگتا ہے۔اس شخص کو جسے آپ تین بڑے آپریشن میں گزار کر وہ زخم کینسر کا نکالتے ہیں تو وہ دوبارہ کینسر کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔اگر ہم نے پورے پاکستان کو اسی طریقے سے اسلحہ زدہ چھوڑ دیا، اگر ہم نے پورے پاکستان میں اسی طریقے سے اسلحہ کی نمائش کو عام رہنے دیا، اگر پورے پاکستان میں production جہاں ہوتی ہے، ان تمام علاقوں کی production وہاں ویسے ہی ہوتی رہے تو آپ چھ مہینے یا ایک سال کے لیے کراچی کو اسلحہ سے پاک کر لیں گے لیکن یہاں پر میں لکھ کر دے سکتا ہوں کہ چند مہینوں کے بعد یہ بزنس اسی طریقے سے flourish کر رہا ہوگا اور یہ اسلحہ یہ کینسر دوبارہ کراچی میں اسی طریقے سے موجود ہوگا اور پہلے سے زیادہ قیمت دے کر وہاں اسلحہ آئے گا۔آپ اس کام سے یہ ضرور کریں گے یہ اسلحہ کے جو ڈیلرز ہیں، یہ جو مافیا ہے، جو وہاں پر اسلحہ لے کر آتی ہے،۔آپ یہ سارے کام کر کے ان کے ریٹ ضرور بڑھائیں گے۔ کل آپ جب اس پر پابندی لگاتے ہیں اور ان سے سارا اسلحہ لیتے ہیں تو آپ ان کے ریٹ بڑھائیں گے لیکن چھ مہینے کے بعد کراچی میں دوبارہ اسلحہ موجود ہوگا۔

یہاں پر میرے بہت ہی محترم حاجی عدیل صاحب بیٹھے ہیں، میں ان کا بڑی respect کرتا ہوں۔ وہ definitely عمر میں بھی بڑے اور senior ہیں۔ میں دو تین چیزیں ضرور mention کرنا چاہوں گا چونکہ انہوں نے mention کیا ہے۔انہوں نے نصیر اللہ بابر صاحب کا ذکر کیا۔ محترم حاجی صاحب کا خیال ہے کہ نصیر اللہ بابر صاحب کے زمانے میں وہ بڑا کامیاب آپریشن تھا اور اس جملے کے بعد حاجی صاحب نے کراچی میں ہونے والے واقعات کا خود ذکر کیا کہ کتنے SHOs مارے دیئے گئے، کتنے لوگ مارے جا رہے ہیں اور اس کے بعد کراچی میں کیا کیا ہوا ہے۔ایک عام شہری کے طور پر میرا یہ سوال ہے کہ اگر نصیر اللہ بابر صاحب کا آپریشن اتنا زیادہ کامیاب تھا تو اس کے بعد آج تک کراچی میں بہت امن ہونا چاہیے۔ یہ کیسا آپریشن تھا کہ جس آپریشن کے فوراً بعد، جس کا حاجی صاحب نے خود ذکر کر دیا ہے اور لسٹ بتا دی ہے اور میرے پاس اس سے زیادہ بڑی لسٹ موجود ہے تو کیا کراچی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپریشن کے under رکھنا ہے یا تو ہر دور میں ایک نصیر اللہ بابر صاحب وہاں پر موجود ہو تو جب ہی آپ ملک کو چلا سکتے

ہیں تو اگر نصیر اللہ بابرصاحب کا آپریشن کامیاب تھا جو کہ میں یہاں پر quote کرنا چاہتا ہوں، جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت 1996 میں ختم ہوئی تھی تو اس وقت ان ہی کے صدر جو فاروق لغاری صاحب نے پہلا جو الزام لگایا تھا اور TV پر جو خبر چلی تھی اور as political worker میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں تو سب سے پہلا الزام اس وقت کی حکومت کے اوپر یہ تھا کہ اس دور میں کراچی میں extra judicial killings ہوئی ہیں اور اس کے دو چار واقعات نہیں ہیں۔ اس طرح کے سینکڑوں واقعات ہیں ہیومن رائٹ آرگنائزیشن سے لے کر تمام ملکی اور غیر ملکی اداروں نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ اس دور میں کراچی میں extra judicial killings ہوئی ہیں۔آج کراچی میں extra judicial killing نہیں ہو رہی ہے۔ میں یہاں پر اپنی بات سمیٹ دوں گا۔ I am sorry آپ نے مجھے 10 منٹ کا وقت دیا ہے اور میری بات شاید دو منٹ سے بڑھ رہی ہو۔

حاجی صاحب نے امن لشکر کی بات کی ہے۔ شاید میں سمجھ نہیں پایا ہوں لیکن ان کی بات کہ ان کے صوبہ میں اسلحہ اس لیے رہنا چاہیے کہ وہاں پر NATO Forces ہیں اور وہاں پر حکومت خود امن لشکر بنا رہی ہے۔اس وجہ سے وہاں پر اسلحہ رہنا چاہیے۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ being a citizen of Karachi ۔ کہ کراچی میں ہم اسلحہ رکھیں یا ہم اس کی advocacy کریں۔ نہیں، آپ کراچی میں امن قائم کر دیں۔جو اسلحہ رکھنے والا ہے اس کو لوگ خود ہی اٹھا کر باہر پھینکے دیں گے یا خود ہی اس سے اسلحہ لے لیں گے اور اس اسلحہ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی لیکن اتنی زیادہ تعداد میں law enforcers ہونے کے باوجود میں نے چند دن پہلے یہاں بات کی اور یہاں پر walkout کیا کہ خدارا! اپنے نارمل بزنس کو رکھ کر ہم خود بھی حکومت کا حصہ ہیں We are well-wisher of this Government۔ لیکن یہ کس طرح کا نظام ہے کہ جہاں پر روزانہ 15/15 اور 18/18 لوگ مر رہے ہیں اور آگ لگی ہوئی اور ہم یہ کہیں کہ پہلے ہم کھانا کھا لیں یا نماز پڑھ لیں۔ جس گھر میں آگ لگتی ہے وہ پہلے جا کر آگ بجھاتا ہے، اپنی ساری چیزوں کو بچا کر پھر آگ کو بجھاتے ہیں پہلے آپ آگ بجھاتے ہیں اور اس کے بعد routine کے کام کرتے ہیں۔ میں نے یہاں پر کھڑے ہو کر بات کی کہ خدارا! پاکستان کے وزیر اعظم ایک ہفتے تک اپنی تمام activities کو ختم کر کے جا کر کراچی میں بیٹھیں اور اس آگ کو بجھائیں اور اس کو ہمیشہ کے لیے حل کریں۔ میں اس کوشش کو ضرور سراہتا ہوں کہ ٹھیک ہے یہ پریشانی والی بات نہیں ہے اور ہم اس کی support کرتے ہیں۔ ہم already concrete اقدامات چاہتے ہیں۔ ہم کوئی cosmetic treatment پر نہیں جانا چاہتے۔ جناب چیئرمین! ہم concrete حل چاہتے

ہیں - کراچی کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے ہم یہ نہیں چاہتے کہ حاجی عدیل صاحب یا جو ہمارے ANP کے ساتھی ہیں، آج ہم ان کی بات مان کر چھ مہینے کے بعد ہم کوئی دوسری تجویز لے کر یہاں کھڑے ہوں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ کراچی کے مسئلے کا، کراچی کے peace کا کوئی concrete حل نکلے۔ حاجی صاحب یا ان کی پارٹی کے لوگوں نے جو بات کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کراچی میں concrete حل تو نہیں ہوگا یہ cosmetic ضرور ہو سکتا ہے۔ اگر آپ پورے پاکستان کو اسلحہ زدہ رہنے دیں گے اور وہاں پر سب کو آزادی ہو تو کراچی isolation یا utopian جگہ پر نہیں ہے۔ آج کراچی میں اسلحہ produce نہیں ہو رہا، باہر سے آرہا ہے۔ اگر باہر سے اسلحہ کی مقدار اسی طریقے سے رہتی ہے within Pakistan کی boundary کے اندر دوسرے شہروں اور دوسرے صوبوں میں تو کراچی میں آپ چھ مہینے کے لیے اسلحہ سے پاک کر لیں گے یا زیادہ سے زیادہ ایک سال کے لیے پاک کر لیں گے - میں stress کروں گا as a citizen of Pakistan and as a citizen of Karachi کہ خدارا، کراچی کے اوپر تجربات نہ کریں - کراچی کو gun point پر یا اپنی political whims اور اپنی political ambition کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ جہاں پر جس کا mandate ہے، اس کے mandate کو کھلے دل سے تسلیم کر کے سب لوگوں کو پاکستانی سمجھ کر آگے بڑھنے کی بات کریں - یہ مسئلے مسائل 2002 سے لے کر 2008 تک جس وقت ہمارے پاس وزارت داخلہ تھی اور میں یہ چیز record پر لانا چاہتا ہوں اور میں record پر کہتا ہوں کہ 2002 سے 2008 تک ہمارے پاس وزارت داخلہ تھی اور ہمارا زیادہ share government میں تھا - اس دور میں ایک آدمی کی بھی پولیس میں appointment نہیں ہوئی - میں یہاں پر چیلنج کرتا ہوں کہ اگر کوئی appointment ہوئی ہو ہمارے دور میں، جس وقت صوبائی وزارت داخلہ تھی تو ان لوگوں کی یہاں لسٹ لا کر دکھائی جائے کہ ہمارے دور میں پولیس میں کتنی بھرتی ہوئی ہے۔ ایک بھی بھرتی نہیں ہوئی۔ ہم نے بڑے اصول سے شہر، صوبے کو چلانے کی کوشش کی۔ Investment آرہی تھی۔ وہاں امن تھا اور ہم door steps پر جا کر لوگوں کی خدمت کر رہے تھے۔ کم سے کم آج جیسے حالات نہیں تھے۔ آج تو ہمارا share نہیں ہے۔ آج کراچی کے سو سے زیادہ پولیس تھانوں میں سے ایک سپاہی کو being a partner of this government, being a partner in provincial government and federal government, we cannot move and we cannot ask even a single question for even one single constable. There are more than 113 Police Stations in Karachi. جناب! ایس ایچ او کی تو دور کی بات ہے، ہم ایک سپاہی کو کراچی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ

despite being a partner of the coalition government.نہیں کر سکے post
ہم نے یہ سب کچھ حکومت پر چھوڑ رکھا ہے کیونکہ ڈرائیونگ سیٹ پر ہمارے پیپلز پارٹی کے بھائی ہیں۔ ہم نے وزارت داخلہ، چیف منسٹر پر چھوڑی ہوئی ہے۔ ایک آدمی بھی ہمارا appointed نہیں ہے اور نہ ایک آدمی ہمارا وہاں پر posted ہے۔ ہم اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پر نہیں ہیں۔ ہم اس وقت coalition partnership میں ہیں، اس بس میں ایک مسافر کی حیثیت سے ہیں جس کی ڈرائیونگ سیٹ ہمارے پاس نہیں ہے۔ بریک ہمارے پاس نہیں ہے، accelerator ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم اس بس میں بیٹھے ہوئے مسافر ہیں۔ اس بس میں بیٹھ کر ہم نے مدد کی ہے being a coalition partner کے یہ بس اپنے مقام پر صحیح سلامت پہنچے اور کسی کھائی میں نہ گرے۔ ہم نے ضرور یہ کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر سید مصطفیٰ کمال: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ میں اپنے دوستوں سے ضرور یہ کہوں گا کہ خدارا! کراچی کا کوئی concrete حل دیں۔ اگر کراچی کے لیے پہلے سے آپ کے دماغ میں کوئی بات ہے یا کوئی ایسی چیز ہے، خدارا! اسے نکالیں۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں، بہت سی چیزوں میں نہیں جانا چاہتا۔ اگر اتنے بڑے mandate کو آپ ہمیشہ radicalize کریں گے تو آپ actually ہمارے voters کو ہمارے قریب لا رہے ہیں۔ ہمارا ووٹر، کراچی کا ووٹر جانتا ہے کہ وہاں ہمارے شب و روز کیا ہیں اور ہم practically وہاں گراؤنڈ پر کیا کر رہے ہیں۔ آپ اگر ایوان بالا میں کھڑے ہو کر بڑی، زہر افشانی کریں یا کوئی ایسی بات کریں۔۔۔ شکریہ، آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شاہی سید صاحب۔

سینیٹر شاہی سید: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں نے تیس اپریل کو یہ قرارداد جمع کرائی تھی۔ بارہ یا تیرہ تاریخ کو ہم نے جب سینیٹ کا حلف اٹھایا تو پہلے سیشن میں اس طرح کی قرارداد لانا، اس شہر اور اس کے حالات سے میرے خلوص کی علامت تھی۔ یہ میرے knowledge میں تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ یہ شہر اسلحے کا ڈھیر بن رہا ہے۔ اسی لیے میں نے اس وقت قرارداد جمع کرائی تھی۔ اب بھی میں ایوان سے یہی درخواست کروں گا کہ خدارا! اس issue پر سب لوگ غور و فکر کریں۔ پورا پاکستان ہمارا ہے۔ میں مصطفیٰ کمال اور این جی او کے بھائیوں کی اس بات کی بھی تائید کرتا ہوں جو انہوں نے پورے پاکستان میں آرگنائزیشنوں کو جمع کیا ہے، وہ

اگر ہو جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم دوزخ سے نکل کر جنت میں شفٹ ہو جائیں گے تو کون سا ایسا انسان ہو گا جو جنت میں نہ جائے۔ ہر آدمی یہ چاہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ عمل ہمارے صوبے میں پہلے ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر کسی میں طاقت، سکت ہے اور وہ طالبان سے اسلحہ اکٹھا کر سکتا ہے تو بسم اللہ، ہمارے صوبے بلکہ ہمارے ڈسٹرکٹ مردان سے شروع کر دے تو سب سے اچھی بات ہے۔ اس ایوان میں، میں یہ offer کرتا ہوں۔ ہماری نیت بالکل ایسی نہیں ہے کہ کراچی شہر ایم کیو ایم کے حوالے ہے اور صرف ایم کیو ایم کو ہی blame کرنا ہے۔ کراچی میں بسنے والے سندھی، بلوچ، پختون جو بھی قومیت ہے، چاہے وہ foreigners ہی کیوں نہ ہوں۔ کل کے اخبار میں آیا تھا کہ کوئی ایئرپورٹ پر پکڑا گیا ہے جس کے پاس نائن ایم ایم کی گولیاں تھیں۔ وہ foreigner تھا۔ میں تو اس کو بھی condemn کرتا ہوں۔ ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس میں صرف نیتوں کا فقدان ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کراچی میں تینوں اتحادیوں کا ایک معاہدہ ہوا تھا۔ جس میں ایم کیو ایم کے رضا ہارون، پیپلز پارٹی کے راشد ربانی اور اے این پی کے افراسیاب خٹک تھے۔ رحمٰن ملک صاحب نے بھی اس پر دستخط کیے ہیں۔ میں یہ لیٹر ابھی تقسیم کر رہا ہوں۔ سارے معزز اراکین اسے دیکھ لیں اور پڑھ بھی لیں۔ ہم تینوں پارٹیوں نے لکھ کر دیا ہے کہ across the board کراچی میں کارروائی کی جائے۔

پچھلے دنوں میرے دوست مشاہد اللہ نے کہا تھا، وہ چھپ گئے اور آ بھی گئے۔ ڈی جی صاحب نے اس سے فرمایا تھا کہ ہم سے لوگوں کو چھڑایا جاتا ہے۔ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ جب ہم نے ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں، اداروں کو لکھ کر دیا ہے کہ آپ کارروائی کریں، اس کے بعد پھر قائمہ کمیٹی میں یہ کہنا کہ ہم سے لوگوں کو چھڑایا جاتا ہے۔ ہمیں تو اس جنرل صاحب کو بھی بتانا ہے کہ خدا را! آپ اپنے ادارے کے احترام اور عزت کو بچائیں۔ جس پارٹی نے آپ سے بندے چھڑائے ہیں، اجتماعی گالی نہ دیں کہ سیاستدان چھڑا رہے ہیں۔ کون سی پارٹی ہے اور اس پارٹی کا کون سا آدمی ہے جس نے آپ سے بندے چھڑائے، آپ جرأت کر کے یہ بتا دیں تاکہ ہمیں یہ پتا چل جائے۔ مشاہد اللہ صاحب! میں یہ معاہدہ لایا ہوا ہوں۔ اس پر تینوں پارٹیوں بمع رحمٰن ملک کے دستخط ہیں۔ جب میں اداروں کو لکھ کر دے رہا ہوں تو پھر مجھے کیوں بدنام کر رہے ہیں؟ کراچی میں پکڑا جانے والا اسلحہ، کچھ تو واپس لے لیا جاتا ہے، کچھ کا اندراج ہوتا ہے اور ایف آئی آر کاٹی جاتی ہے۔ لکھا ہوتا ہے نائن ایم ایم، کلاشنکوف، گرینیڈ، راکٹ لانچر اور ایک پٹرول بم ہے۔ پٹرول بم تو وہاں گھروں میں بنتے ہیں لیکن جتنا بھی اسلحہ ہے، خدا را! وہ درے کا نہیں ہے۔ درے والا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ اب تو بائیس containers ریکارڈ پر غائب

ہیں۔ یہ میری نہیں، اداروں کی رپورٹ ہے۔ ہزاروں containers of NATO supply کے غائب ہیں۔ آپ ہمارے پختونوں کو کیوں بدنام کر رہے ہیں۔ درے کی بندوق کو چلانے والا بھی ڈرتا ہے کہ چلے گی بھی کہ نہیں اور جس پر تان لی جائے وہ بھی ڈرتا ہے کہ شاید چل جائے۔ وہ اب کوئی نہیں لیتا۔ مجھے کراچی کی تاریخ میں ابھی بتائیں۔ پچھلے دو سال میں درے کی کوئی بندوق بتائیں۔ میں مانتا ہوں کہ کراچی میں کوئی فیکٹری نہیں ہے، میں مانتا ہوں کہ چھرے والی بندوق درے میں بنتی ہو گی لیکن جو گرینیڈ پکڑے گئے، دو سو چھپن گرینیڈ ایک پڑھے لکھے آدمی کے گھر ناظم آباد سے ملے ہیں۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ میں پھر بھی کسی کو بدنام نہیں کر رہا ہوں مگر یہ warning ضرور دیتا ہوں کہ بندوق کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ چاہے کتنی ہی بندوقیں رکھ لیں، سب سے پہلے تو اس کی صفائی کرتے ہوئے مر جاؤ گے۔ روزانہ کراچی سے خبر ملتی ہے کہ بندوق صاف کرتے ہوئے گولی چل گئی۔ نہ رکھو بندوق، نہ اس کی صفائی کی ضرورت پڑے گی، نہ غلطی سے گولی چلے گی اور نہ تم مرو گے۔

میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم پاکستان میں نمونے کے طور پر موٹروے پولیس بنا سکتے ہیں تو اسی طرح پورے پاکستان میں deweaponization ہو جائے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ ہم اتفاق کرتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ کم از کم موٹروے کی طرح کراچی سے ابتدا کریں۔ بندوق کوئی خوشی کی چیز نہیں ہے۔ میں نے خود میڈیا سے کہا ہے کہ بندوق ہمارا زیور ہے۔ پختون کا زیور ہے۔ میں آج بھی کہتا ہوں۔ ہمارے علاقے کے بڑے سے بڑے آدمی کے پاس باہر کی بندوق ہوتی تھی اور وہ بڑی خوشی محسوس کرتا تھا مگر میں پھر بھی میڈیا سے کہہ چکا ہوں کہ ہم اس زیور کو بھی رکھنے کے لیے تیار ہیں۔ کراچی میں بسنے والی مائیں، بہنیں اور بیٹیوں کو سکون دینے کے لیے میں اس زیور کو رکھنے کے لیے تیار ہوں۔ جس نے کبھی بندوق نہیں رکھی۔ کیا یہ نواں عجوبہ نہیں ہے؟ وہ آج بندوق کی ڈیمانڈ کر رہا ہے۔ جو بندوق سے کھیل کر پیدا ہوا، وہ کہتا ہے کہ یہ چیز بری ہے، اسے رکھو۔ ہم تو باچاخان کے پیروکار ہیں، عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم تو انگریزوں کے خلاف بھی بندوق نہیں اٹھانے والے تھے۔ آخر اس بندوق سے کس کو مارنا ہے؟ اس کلاشنکوف، ٹی ٹی، ایم ایم سے کس کو مارنا ہے؟ موٹر سائکل کے لیے رحمٰن ملک ضرور سوچتے ہیں۔ وہ بہت بڑا کام کرتے ہیں کہ موٹر سائیکل بند کر دو۔ موبائل فون کے لیے سوچتے ہیں کہ موبائل بند کر دو تاکہ امن ہو جائے۔ جس پر گولیاں برستی ہیں اس کے لیے کیوں نہیں سوچتے؟ یہ لفظ میں بار بار کہتا ہوں کہ نیتوں کا فقدان ہے۔ نیتیں صحیح نہیں ہیں۔ کراچی کو کراچی کی پولیس بھی صحیح کر سکتی ہے، رینجرز بھی صحیح کر سکتی ہے، فوج بھی صحیح کر سکتی ہے، حکومت وقت بھی صحیح کر سکتی ہے۔ اپوزیشن میں

بیٹھے ہوئے لوگ بھی صحیح کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم سب کی نیت ہو اور جب نیت ہی نہ ہو تو میں نے پہلے بھی کہا اور اب بھی کہتا ہوں کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم شہید ہو جائیں، سارے پختون جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہم تو جنت میں چلے جائیں گے لیکن جو لوگ یہاں رہنا اور business کرنا یا اپنے بیوی بچوں اور girl friend کے ساتھ گھومنا چاہتے ہیں، ان کو اس کی بہت تکلیف ہو گی۔ ہم تو شہید ہونا چاہتے ہیں، ہمیں یہ گلہ نہیں کہ لازمی یہ کریں، میرا کام ہے مشورہ دینا، آپ نے مان لیا تو سو بسم اللہ، نہ مانا تو ہزار بسم اللہ۔

مصطفیٰ بھائی ناراض نہ ہوں، معافی چاہتا ہوں، آپ کہتے ہیں کہ موجودہ حالات میں کراچی پر ہمارا اختیار نہیں ہے، جب ہمارا اختیار تھا تو امن تھا۔ بھائی، سندھ میں گورنر راج ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ IG کون ہے۔ اگر ان کو نام کا پتا ہو اور وہ مجھے بتا دیں تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ گورنر کو کیا اختیار حاصل ہے کہ وہ DG, Rangers اور IG کو بلا کر ان کو ہدایات دے۔ گورنر کو کیا اختیار حاصل ہے کہ وہ کلاشنکوفوں اور DSP کے قتل میں ملوث بندے کو بریگیڈ تھانے سے چھڑوائے؟ اس DIG Rangers کو قسم دے کر پوچھیں کہ کیا تم سے گورنر نے بندے چھڑوائے ہیں یا نہیں؟ اگر مسلمان ہے تو قرآن اٹھائے۔ آج بھی نوید ناصر پیر آباد تھانے کا SHO ہے، وہاں سے MPA ہمارا ہے، میں جو بات کہوں گا اس کا ثبوت ہو گا۔ تھانہ پیر آباد ہے، SHO نوید ناصر ہے، نوید ناصر وہ SHO ہے جس نے چند سال پہلے لانڈھی، فیض آباد میں باپ اور بیٹے کو ننگا کیا تھا، اس پر میں نے احتجاج بھی کیا تھا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ الطاف حسین جب لندن گیا تھا تو اس کی بہن کے گھر رہا تھا لہٰذا ہماری مجبوری ہے کہ یہ وہاں ہی رہے گا۔ اس سے زیادہ اور کیا اختیار چاہتے ہیں؟ اگر پاکستان کا اختیار چاہتے ہیں تو میرے خیال میں پاکستان کا اختیار بھی لے لیں مگر ہمیں امن چاہیے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بے شک کراچی پر اردو بولنے والوں کا حق ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہم سے زیادہ اردو بولنے والے تکلیف میں ہیں۔ وہ بھی امن چاہتے ہیں اور خدا گواہ ہے کہ وہ نفیس اور بہترین قوم ہیں، ہم آج بھی اردو بولنے والوں کے علاقے میں رہنا اپنے لیے باعث عزت سمجھتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پہلے اردو بولنے والوں کو امن ملے، ہمیں بعد میں مل جائے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you Shahi Syed *sahib*. Leader of the House.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): جناب چیئرمین! resolution آرہا ہے۔ صحافی برادری کے مسائل یہاں پر پہلے بھی اٹھائے گئے ہیں۔ ان کا قتل، مختلف threats اور اس

ضمن میں ہونے والی کارروائیاں یعنی پولیس کے ذریعے اور دیگر جو اقدامات ہونے چاہییں تھے، ان کا فقدان پایا جاتا ہے۔ They are right اور پنجگور اور خضدار جو بلوچستان کے اہم اضلاع ہیں، وہاں سے تعلق رکھنے والے ایک معروف صحافی رحمت علی عابد، جن کا ''دنیا'' چینل سے بھی تعلق تھا، ان کو وہاں قتل کر دیا گیا ہے۔ صحافیوں نے ان کے ساتھ یکجہتی دکھانے کے لیے یہاں سے as protest walk out کیا ہے۔ which is in the correct direction. وہ ہم سے بھی چاہتے ہیں اور ہمیں بھی چاہیے کہ ہم صحافیوں کے ساتھ کھل کر مکمل یکجہتی کا اظہار کریں۔ ایک قرارداد لکھی گئی ہے جو قومی اسمبلی میں بھی پیش ہو گی اور یہاں بھی پیش کی جائے گی۔ وہ آتی ہے تو میں اس کی مکمل تائید کے لیے اس ایوان میں پیش کروں گا۔

(اس موقع پر صحافی گیلری میں واپس آ گئے)

(مداخلت)

Mr. Chairman: This is a different motion. No, no, this is altogether a different motion. That is law and order situation, rather this is not a motion, this is a resolution demanding the House to recommend to the government. This is a resolution, this is not the motion which was moved under article...

(Interruption)

Mr. Chairman: Anyhow, but this is a different thing. This is resolution. Kalsoom Perveen *sahiba*.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے صحافی برادری جن کے ساتھی کی شہادت ہوئی ہے، ہم (BNP (Awami کی طرف سے اسی واقعے پر اظہار افسوس اور اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! شاہی سید صاحب کا جو resolution ہے، آپ کو یاد ہو گا کہ چھ اگست کو وزیر اعظم صاحب کی سربراہی میں Sindh House میں PPP, ANP and MQM کی ایک meeting ہوئی تھی۔ یہ تمام باتیں جو شاہی سید صاحب یا اس طرف سے میرے معزز بھائی مصطفیٰ کمال صاحب فرما رہے ہیں، یہ تمام چیزیں اس میں noted ہیں اور آخر میں رحمٰن ملک صاحب کے دستخط ہیں۔ انہوں نے یہ تمام چیزیں تسلیم کی ہیں کہ ہم کراچی میں امن کے لیے یہ، یہ کام کریں گے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس میں سے کتنے فیصد کام ہو چکا ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین! میں اب resolution کی طرف آتی ہوں۔ Honourable Sindh High Court نے پابندی لگائی ہے کہ پورے پاکستان میں کسی کو بھی اسلحہ لائسنس جاری نہ کیا جائے۔ جناب چیئرمین! دو چیزیں ہیں۔ ایک یہ جیسا میرے بھائی حاجی عدیل صاحب نے فرمایا ہے کہ جن کے پاس لائسنس ہیں، وہ ہتھیار self protection کے لیے ہیں اور وہ لوگ جن کے پاس Mortar, Launcher اور میرے خیال میں کوئی ایسا ہتھیار نہیں ہے جو نہ ہو، میں بلوچستان کی بات کرتی ہوں، وہاں قبائلی لوگ ہیں، ان کی ایک دوسرے کے ساتھ دشمنیاں ہیں۔ اگر ان کے پاس self protection کے لیے weapon نہیں ہوگا تو وہ کس طرح اپنا، اپنے بچوں، اپنی family یا گھر کو protect کرسکیں گے؟ جناب چیئرمین! میں اس بات کی حامی ہوں کہ پورا ملک اسلحہ سے پاک ہو۔ ہم اس طرف کیوں چلے گئے ہیں؟ کراچی، کوئٹہ یا پورے پاکستان کی اس وقت جو صورت حال ہے اور یہاں ہر شخص کو self protection کے لیے لائسنس کی ضرورت ہے۔ حاجی صاحب نے اچھی بات کی ہے کہ لائسنس دینے کے لیے کوئی criterion ہونا چاہیے۔ اپنی family کے لیے دو، تین، چار لائسنس تو ہو سکتے ہیں مگر ان کی تعداد سینکڑوں میں نہیں ہونی چاہیے۔ بس اتنی ہونی چاہیے، جتنی ہمارے گھر اور بچوں کو ضرورت ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ خیبر پختونخوا میں اسلحہ بنتا ہے۔ جناب! ویسے تو ہر شہر میں industry ہے، جیسے فیصل آباد میں cotton تیار ہوتی ہے، سرگودھا میں مشینری بنتی ہے تو کسی چیز کے کسی جگہ پر بننے کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ ملک میں دہشت گردی پھیلا رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ہونا چاہیے اور جیسا کہ سندھ ہائیکورٹ نے کیا ہے کہ جب تک کراچی میں امن قائم نہیں ہو جاتا، اس وقت تک چاہے لائسنس والا یا بغیر لائسنس اسلحہ ہو، ہر قسم کا ہتھیار لے کر چلنے پر پابندی ہونی چاہیے۔ جہاں تک باقی ملک کی بات ہے، اس سلسلے میں جن لوگوں کو لائسنس ملنے چاہییں جیسے ہم کوئٹہ اور بلوچستان کے لوگ ہیں، ہمارے اور ہمارے بچوں کی protection کے لیے یہ ہونا چاہیے۔ اگر پورے ملک کے لیے licenses چاہییں تو یہ ایوان ایک طریقہ کار طے کرے یا قانون سازی کرے۔ یہ نہ ہو کہ میرے پاس کچھ نہیں اور آپ کے پاس پچاس کلاشنکوفیں، اسلحہ سے بھرا ہوا گھر یا بارود سے بھرا ہوا ٹرک ہو۔ مجھے بتائیں کہ کل امام بارگاہ پر جو حملہ ہوا کیا وہ کلاشنکوف یا بندوق سے ہوا؟ وہ موٹر سائیکل میں بارود کے ذریعے ہوا جس وجہ سے کئی لوگ شہید ہوئے۔ جناب چیئرمین! اگر قانون بنانا ہے تو پورے ملک میں ایک جیسا قانون بنانا ہوگا۔ یہ نہیں کہ ایک جگہ پر ایک قانون اور دوسری جگہ پر دوسرا قانون ہو۔ اس وقت کراچی کی جو صورت حال ہے، اس سلسلے میں تینوں parties جن کی چھ اگست کو meeting ہوئی تھی، یہ دوبارہ بیٹھ

جائیں اور اپنے معاملات سلجھائیں۔ یہ معاملہ لڑائی سے کبھی حل نہیں ہو گا۔ جب تک یہ لوگ آپس میں coordinate نہیں کریں گے، اس وقت تک اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بابر غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو صورت حال ہے۔۔۔ میں پہلے یہ کہوں گا کہ ہمارے ایک معزز رکن نے ابھی تقریر کی، اس میں قائد تحریک کا نام لیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے، یہ کسی بھی حوالے سے مناسب نہیں ہے۔ ہم کسی بھی حوالے سے کسی کی leadership کا نام نہیں لیتے، اگر آپ اس طرح نام لیں گے تو ہم بھی سب کے نام لے سکتے ہیں، ہمارے پاس بھی بہت واقعات ہیں، ہمارے پاس بھی چیزیں ہیں۔ میں یہ clear کردوں کہ وہ کسی کے گھر میں نہیں ٹھہرے، یہ بالکل غلط ہے، آپ اپنی طرف سے اس طرح table story نہ بنائیں اور میں record کی درستگی کے لیے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم پہلے یہ بات کہہ رہے تھے وہ ہی بات اب یہ کر رہے ہیں۔ ہم آج سے تین سال پہلے یہ بات کر رہے تھے کہ دہشت گرد کراچی میں آرہے ہیں، کراچی میں صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ اس وقت اس کو یہ رنگ دیا گیا کہ شاید ہم پختونوں کے خلاف ہیں، ہم پختونوں کو روکنا چاہتے ہیں جبکہ ہم پچاس سال سے ان کے ساتھ رہ رہے ہیں، ان کے ساتھ مل کر اس ملک کی ترقی کے لیے کام کر رہے ہیں تو اس وقت یہ الزام لگایا گیا۔ آج وہ آپ کے لوگوں کو مار رہے ہیں، آپ کے office کراچی میں بند کرا رہے ہیں، آپ کے چالیس لوگوں کو ایک مہینے میں شہید کیا گیا، آپ نے خود اس بات کا اعتراف کیا۔ آپ اور ہم مل کر ان سے لڑیں، آئیے! میں آپ کو دعوت دیتا ہوں، ANP ہمارے ساتھ ملے اور ہم سب مل کر ان دہشت گردوں کا مقابلہ کریں، اگر آپ واقعی sincere ہیں تو آئیے! میں آپ سے بات کرتا ہوں، ہمارا اس House میں ایک bill pending ہے کہ پورے پاکستان میں اسلحے پر پابندی لگائیں تاکہ یہ مسئلہ ہی ختم ہو جائے۔ اس issue کے بارے میں کلثوم صاحبہ نے کہا ہے کہ کل جو واقعہ ہوا، اس میں کوئی اسلحہ نہیں چلا، وہاں پر کون دہشت گرد تھا جو motorcycle پر bomb لے کر گیا، یہ وقت ہے کہ ہم مل کر چلیں۔

جناب! میری ابھی اعظم ہوتی صاحب سے بات ہوئی، میں نے ان سے کہا کہ ہم welcome کرتے ہیں، ہم آپ کے ساتھ مل کر ان دہشت گردوں کے خلاف لڑنے کے لیے تیار

ہیں، اس پاکستان کا دفاع کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر آپ اس طرح الزام در الزام لگائیں گے، کبھی گورنر پر الزام لگائیں گے، کبھی MQM پر الزام لگائیں گے، کبھی کسی عام آدمی پر الزام لگائیں گے تو اس طرح بات نہیں بنے گی۔ آپ clear کہیں، آپ اسلحے کی بات کر رہے ہیں۔ اگر آپ قسموں کی بات کرتے ہیں تو میں یہاں پر کھڑا ہو کر حلفیہ بہت سی باتیں کر سکتا ہوں کہ آپ کا کون، کون سا آدمی اسلحہ کہاں سے خرید رہا تھا، درے کے کس مقام سے لے جایا گیا اور کہاں پر چندہ جمع ہوا۔ اس کی گواہی ہے، اسلام آباد کے ایک اہم anchor میرے پاس ہیں، ہم ان سے حلفیہ بیان دلوا سکتے ہیں لیکن میں اس issue پر نہیں جا رہا۔ میں یہ چاہ رہا ہوں کہ پاکستان جس آگ میں گھرا ہوا ہے، اس کو اس آگ سے نکالنے کی کی کوشش کی جائے۔ اگر آپس میں دست و گریباں ہوں گے تو کوئی نہیں بچے گا، ہر آدمی کا نمبر آئے گا۔ ہم خوش نہیں ہیں کہ آپ کے offices بند ہو رہے ہیں یا آپ پر حملے ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ خوشی ہے کہ یہ خیبر پختونخوا سے منتخب ہوئے ہیں، ان کو کراچی کا درد ہے، ہمیں بھی اپنے صوبے خیبر پختونخوا کا درد ہے۔ وہاں پر جو صورت حال ہے، لوگ ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں نہیں جا سکتے۔ ایک بچی ملالہ جو تعلیم کے لیے کھڑی ہوئی، اس کی یہ خواہش تھی کہ وہ تعلیم حاصل کرے، اس کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ آپ اس کے لیے کوئی قرارداد لاتے، صوبہ خیبر پختونخوا کے امن کے لیے stage پر آئیں، ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں، ہمیں خوشی ہے کہ آپ کو کراچی کا درد ہے، ہم اسے welcome کرتے ہیں۔ آئیے ہم آپس میں مل کر اس کا حل نکالیں، صرف کراچی کا حل نہیں بلکہ پورے پاکستان کا حل نکالیں۔

جناب! آپ کے سامنے بلوچستان کی صورت حال ہے، وہاں پر جس طرح قتل عام ہو رہا ہے، جس طرح وہاں سے پنجابیوں کو نکالا گیا، ان کا قتل عام ہوا، non local کا قتل عام ہوا۔ وہاں پر آج بھی ڈاکٹر سعید کے لیے ہنگامہ ہوا، آج ہمارے ایک صحافی کو بلوچستان میں شہید کیا گیا، متحدہ قومی موومنٹ اس کی مذمت کرتی ہے اور اپنی صحافی برادری کے ساتھ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم اس issue پر اس طرح لڑتے رہیں گے، آپ کے پاس license ہے یا license نہیں ہے یا درے سے اسلحہ آ رہا ہے، اگر containers چوری ہوئے ہیں تو وہ کس علاقے سے چوری ہوئے ہیں، آپ وہ record بھی پیش کریں کہ افغانستان جاتے ہوئے containers کس علاقے سے چوری ہوئے ہیں، کس علاقے میں چھینے گئے، آپ اس کی inquiry report لا کر اس ایوان میں پیش کرتے تو مجھے خوشی ہوتی کہ آپ نے حقائق بیان کئے ہیں۔ وہ اسلحہ چھننے کے بعد کراچی میں بیچا جائے یا ملک کے دوسرے علاقوں میں بیچا جائے، ہم سب کو مل کر یہ چیزیں روکنی ہوں گی۔

الزامات در الزامات سب لگا سکتے ہیں، زبان سب کے منہ میں ہے لیکن مسائل کا حل یہ ہے کہ ہاتھ ملائیں اور ہاتھ ملا کر پاکستان کو بچائیں، اگر ہم پاکستان کو نہیں بچا پائیں گے تو ایک، ایک کر کے ہم سب پر حملے ہوں گے، ہم سب پر attacks ہوں گے۔ کوئی خوش نہ ہو کہ آج شیعوں پر حملہ ہو رہا ہے، آج آغا خانیوں پر حملہ ہو رہا ہے، آج بوہریوں پر حملہ ہو رہا ہے، کوئٹہ میں پہلے پنجابیوں پر حملہ ہوا، اس کے بعد دیگر قومیتوں پر حملے ہوئے پھر خود بلوچوں کو target کرنا شروع کر دیا گیا۔ یہ مسائل کا حل نہیں ہے، خدا کے واسطے اس لسانیت کو ختم کریں، we all are Pakistani, سب پاکستانی برابر ہیں، کسی میں کوئی تفریق نہیں ہے، چاہے وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں، چاہے وہ کوئی بھی زبان بولتے ہوں، چاہے ان کا کوئی بھی فقہ ہو۔ ہم سب کو مل کر اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

آج کراچی کا جو بنیادی مسئلہ ہے، اس میں سب سے بڑے تین elements ہیں۔ جناب! نمبر ایک یہ ہے کہ وہ criminal mafia جو آپس میں اتحاد کر کے لوٹ مار میں مصروف ہے، کراچی میں بھتہ خوری میں مصروف ہے، اغوا برائے تاوان میں مصروف ہے۔ دوسرا مسئلہ طالبان کا ہے جو مختلف علاقوں میں operation کی وجہ سے آئے یا by policy آئے، انہیں سمندر چاہیے تھا، وہ by policy آئے، اگر انہوں نے اس پورے علاقے کو capture کر لیا تو پورا پاکستان under terrorism ہو جائے گا، کراچی ہماری شہ رگ ہے۔ اس کے بعد تیسرا مسئلہ فرقہ واریت کا ہے، وہاں پر جو فرقہ واریت کی گئی ہے جس طرح اس وقت شیعہ، سنی کی killing شروع کرائی گئی، مختلف لوگ target کئے گئے، لوگوں کو مارا گیا، بے گناہوں کو شناخت کیا گیا کہ یہ شیعہ ہے، اس کو مار دو، یہ سنی ہے، اس کو مار دو، اس مسئلے کا حل تلاش کریں۔ اگر ہم یہاں پر بیٹھ کر اس ایوان بالا میں main مسئلے کو چھوڑ دیں اور ایک دوسرے پر الزامات لگانے میں لگ جائیں، ایک SHO کی transfer and posting میں لگ جائیں تو اس طرح یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہم خود کراچی سے ہیں، ہم ان چیزوں میں نہیں پڑتے، یہ میرے محترم دوست جن کا تعلق خیبر پختونخوا سے ہے، جو خیبر پختونخوا سے منتخب ہوئے، مجھے خوشی ہے، یہ خیبر پختونخوا میں توجہ دیں اور اگر ان کو پاکستان کا درد ہے تو ہمیں بھی درد ہے تو پھر مل کر بیٹھیں۔ آئیے! میں اس floor سے ANP کے دوستوں کو دعوت دیتا ہوں، آئیں! ہم بیٹھیں، ہم آپ کے ساتھ مل کر ان دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے ہیں لیکن اکیلے اس طرح مسئلہ حل نہیں ہوگا، پھر ہمارا بھی حال وہی ہوگا جو آج اس وقت فلسطین میں ہو رہا ہے۔ سب کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے گیا ہے، سارے عرب تقسیم ہو گئے، اب Israel کے لیے آسانی ہو گئی کہ وہ الگ الگ target کرے۔ بین الاقوامی قوتیں یہی چاہتی ہیں

تا کہ ہم divide ہوں اور ان کے لیے آسانی ہو۔ میں اب بھی درخواست کرتا ہوں کہ ایک دوسرے کا احترام کریں، الزامات کو الگ کریں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد میں یہ چیز شامل کر دی جائے کہ پورے پاکستان کو اسلحہ سے پاک کیا جائے تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ Thank you.

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب۔

Resolution on Killings of Journalists

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین صاحب! میں نے قرارداد تیار کی ہے، میں اس کو پیش کرنا چاہ رہا ہوں کہ،

"سینیٹ آف پاکستان آج کا یہ اجلاس بلوچستان میں پنجگور اور خضدار سے تعلق رکھنے والے معروف صحافی اور دنیا T.V کے نمائندے جناب رحمت علی عابد کے ظالمانہ قتل کی مذمت کرتا ہے اور ان کے اہل خانہ اور media کی دنیا سے تعلق رکھنے والے بھائیوں اور بہنوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے۔ آج کے اس اجلاس میں نہتے صحافی شہریوں کی آزادی کی حفاظت کرنے والے اور ریاست کے اہم ستون پر حملے کی بھرپور مذمت کی جاتی ہے۔ آج کا یہ اجلاس اور ایوان حکومت اور دیگر امن و امان رکھنے والے اداروں سے توقع اور مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی حفاظت کے اقدامات کئے جائیں اور شہید صحافیوں کے لواحقین کو ملک میں دیگر شہید ہونے والے شہریوں کے برابر معاوضے دیے جائیں۔"

جناب! میں نے یہ قرارداد پیش کر دی ہے۔

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House. Mushahid Hussain Syed, you want to say something.

Senator Mushahid Hussain Syed: Thank you Mr. Chairman, there was International Journalists' Day. At National Press Club I myself and Senator Zafar Ali Shah *sahib* from PML (N) were there to represent the Senate and express the

solidarity with the journalists. We give three points proposal to support the resolution which has already been tabled.

No.1, there should be a journalists, defence committee formed in cooperation with the journalists, the Parliamentarians and civil society to push forward this case and develop a fund for the journalists and their families who were deceased.

Secondly, we said that the journalists who were martyred in the line of duty should have same status as the martyrs of the armed forces, paramilitary and the police.

یہ شہید ہوتے ہیں تو ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، ان کے اپنے ادارے ان کو نہیں پوچھتے حالانکہ سب کے بڑے، بڑے اشتہارات ہوتے ہیں، سب بڑے، بڑے channels کے لوگ ہیں اور اخبارات کے لوگ ہیں، ان صحافیوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا اور families کی بہت بری حالت ہوتی ہے، ان کو حکومت کی طرف سے کم سے کم شہیدوں کا مقام ملنا چاہیے کیونکہ یہ بھی شہادت ہے۔

They are working in the line of duty and Mr. Chairman, 91 journalists have been martyred in the line of duty.

Sir, third thing is that we must have a journalists, protection bill passed, so there should be stringent and punitive measures against killers of journalists who are really in front line of protecting democracy and also telling the truth to the people. So, we support the resolution. Thank you very much Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: اعتزاز احسن صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں یا کراچی کی صورت حال پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب! میں صرف Leader of the House سے عرض کر رہا تھا کہ قرارداد کے شروع میں آیا ہے کہ یہ ایوان media سے تعلق رکھنے والے بھائیوں سے اظہار یکجہتی کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں یہ شامل کر دیا جائے کہ media سے تعلق رکھنے والے بھائیوں اور بہنوں سے ہمدردی ہے۔

Mr. Chairman: Thank you, there is an amendment.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: یہ amendment کر دی جائے۔

But for the future conception; there is no male and female in politics and in media, they all are persons, they are political persons and media persons.

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! عوامی نیشنل پارٹی بھی Journalists کے ساتھ ہے اور یہاں جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ civil security forces, political party workers and military forces کو جتنا خطرہ ہے، اس سے زیادہ Journalists کو خطرہ ہے کیونکہ ان کے پاس تو کوئی اسلحہ وغیرہ بھی نہیں ہوتا۔ اس میدان میں سب سے بڑی جنگ تو یہ لوگ لڑ رہے ہیں جو کہ عوام کے سامنے اصل چہرہ لاتے ہیں۔ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ ان کو اسی طرح treat کیا جائے جیسے وہ civil and military forces کے اداروں کو treat کرتے ہیں، ان forces کے جو جوان شہید ہوتے ہیں ان سے یہ زیادہ جہاد کر رہے ہیں کیونکہ جب کوئی بھی عمل ہوتا ہے، چاہے ملالہ کا ہو، چاہے کوئی اور ہو تو پہلے یہ خبر نشر کرتے ہیں، ان کو اور ان کے بچوں کو threat کیا جاتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ انہیں سکیورٹی provide کرے کیونکہ یہ غریب لوگ ہوتے ہیں، کوئی دیہاتوں میں دکان چلا رہے ہیں اور ساتھ ہی کسی اخبار کے لیے reporting بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ مشاہد سید صاحب نے جو بات کی کہ ان کا اپنا ادارہ بھی ان کو نہیں پوچھتا اور میرے خیال میں جو journalists ان کے لیے دور دراز علاقوں میں کام کر رہے ہیں، انہیں تنخواہ بھی نہیں دی جاتی۔ انہیں اسی طرح سے treat کیا جائے جیسے حکومتی forces کو treat کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: کرنل مشہدی صاحب! آپ اسی resolution پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی فرمائیے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں on behalf of Mutaheda Quami Movement اپنے Journalist بھائیوں کو fully support کرتا ہوں۔ سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے جن تینوں points کا ذکر کیا، ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یاد دلاؤں گا کہ جب آخری دفعہ میرے Journalist بھائی کو بے رحمی سے قتل کیا گیا تھا تو میں نے floor of the House کچھ گزارشات کی تھیں، اس وقت وزیر داخلہ رحمن ملک صاحب موجود تھے اور مجھے یاد ہے کہ انہوں نے کچھ agree بھی کیا تھا۔ میں نے

یہ کہا تھا کہ ہم دیواروں کو بتاتے رہتے ہیں، ہم ان کے لیے روتے ہیں، ان کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان words سے زیادہ actions ہونے چاہیئیں۔ سب سے پہلے یہ action ہونا چاہیے کہ پنجگور کے SHO کو dismiss from service کیا جائے، جس علاقے کے تھانے میں Journalist کا murder ہو، وہاں کے SHO کو یہ نہیں کے suspend کیا جائے کیونکہ suspension کے بعد اس کو price post بھی مل جاتی ہے، اسے dismiss کیا جائے۔ پنجگور میں different situation ہے، وہاں پر جو F.C کا Wing Commander ہے اسے بھی وہاں سے remove کیا جائے۔ جب تک ہم اپنے Journalist ساتھیوں کے ساتھ یک جہتی نہیں دکھائیں گے اور کوئی action نہیں لیا جائے گا، ایسا ہوتا رہے گا۔ یہ بیچارے بہت دلیری، بہادری اور ایمانداری سے out of the way جا کر اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر پاکستان کے عوام تک ساری خبریں پہنچاتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کو fully protection دی جائے اور اسے ہم ensure کریں، صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ action کے ساتھ ہونا چاہیے۔ خدانخواستہ آئندہ اگر ایسا ہو تو SHO کے ساتھ SP کو بھی suspend کیا جائے تاکہ law enforcing agencies کو پتا چلے کہ ان کو special attention چاہیے۔ آپ اگر منسٹر کو 200 گاڑی دے سکتے ہیں اور اس کے پیچھے 400 سپاہی چلا سکتے ہیں تو دوردراز علاقوں میں ان کی موبائل ٹیم کے ساتھ ایک آدھ موبائل جا سکتی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ پنجگور میں جو واقعہ ہوا ہے میں بھی (PML(N کی طرف سے اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ ہم اس صحافی بھائی کے لیے دعا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔ میں وہاں پر action کی بات اس لیے نہیں کرنا چاہتا کہ وہ بات تو کرنل مشہدی صاحب نے کر دی ہے لیکن انہوں نے بڑی چھوٹی گردن ماپنے کی کوشش کی ہے، اگر گردن پر ہاتھ ہی ڈالنا ہے تو SHO پر ڈالنے کی کیا ضرورت ہے، کسی موٹی سی گردن کو پکڑیں کہ جو وہاں کے حالات کے ذمہ دار ہیں، وہاں پر چیف منسٹر صاحب کی موٹر سائیکلیں فراٹے بھر رہی ہیں، ان سے بھی بلا کر پوچھیں کہ وہاں کے حالات کے نتیجے میں صحافی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ ایک SHO کا کیا قصور ہوگا، وہاں پر حالات کو ٹھیک نہ کرنے کے جو ذمہ دار ہیں وہی ان اموات کے ذمہ دار ہیں۔ میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you. Now I put the Resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: Subsequently, the resolution is passed unanimously.

مشاہد اللہ خان صاحب! آپ deweaponization والے resolution پر بات کرنا چاہیں گے۔ جی فرمائیے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: جناب چیئرمین! بہت سے باتیں سی ہو چکی ہیں۔ بابر غوری صاحب نے آخر میں یہ بات کی تھی کہ ہم سب پاکستانی ہیں، ہمیں پاکستانی ہی بننا چاہیے، اصل جملہ یہی ہے لیکن میں نے یہ بات سینکڑوں اور ہزاروں مرتبہ بہت سے لوگوں کے منہ سے سنی ہے مگر کہیں پر بھی عمل ہوتا نظر نہیں آتا۔ ہم یہ کہتے ضرور ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں لیکن ہم پٹھان، مہاجر، سندھی، بلوچ اور پنجابی بنے ہوئے ہیں۔ ہم قائداعظم اور علامہ اقبال کو بھول چکے ہیں، اگر ہم انہیں یاد رکھتے تو شاید یہ باتیں کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ملک تو مسلمانوں اور پاکستانیوں کے لیے بنا تھا لیکن ملک کے بننے کے بعد ہم نام کے مسلمان ہیں اور پاکستانی بھی نام ہی کے ہیں، ہمیں نہ صرف یہ کہنا چاہیے کہ ہم سب پاکستانی ہیں بلکہ ہمیں بار بار اس بات کو دہرانا چاہیے کہ یہ پاکستان کیوں بنا تھا اور اس میں کتنے عظیم لوگوں نے قربانیاں دی تھیں۔ یہ بات ہو گئی ہے تو میں اسے ایک دفعہ repeat کر دیتا ہوں کہ قائداعظم نے جب برصغیر پاکستان کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک تحریک چلائی تھی تو اس میں بڑی قربانیاں دی گئی تھیں، وہ قربانیاں کیا تھیں اس کے بارے میں تمام لوگوں کو معلوم ہے۔ میں اسے ایسے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایک نعرہ لگایا کہ

ہمیں قبول نہیں زندگی اسیری کی
ہم آج طوق سلاسل کو توڑ ڈالیں گے
ہمارے دیس میں اغیار حکمراں کیوں ہو
ہم اپنے ہاتھ میں لوح و قلم سنبھالیں گے
فضا محیط سہی مرحلے کٹھن ہی سہی
سفینہ حلقہ طوفاں ہم نکالیں گے
نقوش راہ گر تیرگی میں ڈوب گئے
ہم اپنے خوں سے ہزاروں دیے جلالیں گے

یہ نعرہ تھا، نعرہ مستانہ تھا، نعرہ رستہ خیز تھا لیکن اس کے جواب میں اس وقت کے سامراج نے کہا کہ

جو لوگ لے کر اٹھے ہیں علم بغاوت کا
انہیں خود اپنی ہلاکت پر نوحہ خواں کردو
بجھاؤ گرم سلاخوں کو ان کی آنکھوں میں
زبانیں کھینچ لو گدی سے بے زباں کردو
ہدف بناؤ دلوں کو سلگتے تیروں کا
سناں سے جسم کو چھید و شکست جاں کردو
محل سرا کی حدوں تک کوئی پہنچ نہ سکے
ہر اک گام پہ ایستادہ سولیاں کردو
تو پھر قائداعظم اور ان کے ساتھیوں نے یہ کہا کہ
یہ غم نہیں کہ سردار آئے جاتے ہیں
ہمیں خوشی ہے وطن کو جگائے جاتے ہیں
ہمارے بعد سہی، رات تو کٹ جائے گی
دلوں میں شمع جنوں تو جلائے جاتے ہیں
جواں رہیں گی ہمارے لہو کی تحریریں
سدا بہار شگوفے کھلائے جاتے ہیں
ہمارے نقش قدم دیں گے منزلوں کا سراغ
ہمیں شکست نہ ہو گی بتائے جاتے ہیں۔

یہ پاکستان کی کہانی تھی، ہم اس کہانی کو کیسے بھولے، جب آپ اپنی اساس اور بنیاد کو بھولیں گے تو پھر نعرے، نوحے اور ماتم ہی رہ جائیں گے۔ آج یہ پوری قوم اور خاص طور پر یہ حکومت پونے پانچ سال سے ماتم کناں ہے، نوحے پڑھتی ہے، بتاتی ہے کہ ہائے یہ ہو گیا، یہ نہیں کہتے کہ ہماری کیا ذمہ داری تھی۔ کیا ہم نے اپنی ذمہ داریاں پوری کیں یا نہیں کیں؟ کیا ہم نے ان نوحوں کو ظہور پذیر ہونے سے روکا یا نہیں روکا؟ ہر چوتھے دن یہ کہا جاتا ہے کہ آئیے مل کر بیٹھ جائیں۔ بھئی مل کر تو بیٹھے ہی ہوئے ہیں اور خاص طور پر اتحادی جماعتیں ہر روز مل کر بیٹھتی ہیں، وہ تو واقعی آپس میں ملی ہوئی ہیں پھر بھی آ کر کہتے ہیں کہ مل کر بیٹھ جائیں۔ پونے پانچ سال بعد آپ کا خیال ہے کہ اسلحہ سے پاک پاکستان ہو۔ اسلحہ سے پاک تو ہونا چاہیے تھا لیکن جب آپ گیارہ گیارہ لاکھ اسلحہ لائسنس جاری کر رہے تھے تو اس وقت تو کسی نے مطالبہ نہیں کیا اور اس کا کہیں پر کوئی ریکارڈ بھی موجود نہیں ہے۔ اب تو یہی ہو گا جو ہو رہا ہے، ہونا تو نہیں چاہیے۔ محرم کا مہینہ ہے اور امام بارگاہوں پر حملے ہو رہے

ہیں۔ ہم کس ملک میں رہتے ہیں، مدرسوں کے بچوں کو مارا جا رہا ہے، یہ کون سا نظام ہے اور یہ کون سی حکومتیں ہیں جو آکر روزانہ اس قوم کو لوریاں دیتی ہیں۔ کیا کراچی مزید قتل عام کا متحمل ہوسکتا ہے؟ یہ محرم کا مہینہ، دنیا بھر میں مذہبی تہوار آتے ہیں اور اس کو آرام سے گزرنا چاہیے، یہ عبادات کا مہینہ ہے اور اس ملک کے عوام میں کوئی شیعہ سنی نہیں ہے۔ یہ سب vested interests ہیں، اس میں پیسے کا بھی چکر ہے، اس میں لوگوں نے جو اپنی اپنی انڈسٹریاں لگائی ہوئی ہیں وہ بھی ساری چیزیں ہیں لیکن بات یہ ہے کہ یہ تو ہے۔ تہہ میں جو کچھ ہو رہا ہے، یہاں پر جتنی ایجنسیاں ڈالر اور پونڈ لے کر پھر رہی ہیں انہوں نے بھی کچھ نہ کچھ دکھانا ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ یہ سارے حالات ایک طرف، حکومت نے پونے پانچ سالوں میں کیا کیا ہے؟ ہمیں یہ بتائیے، ہمیں یہ نہ بتائیے کہ آئیے ایسا کرتے ہیں، ایسا کرتے ہیں اور ایسا ہوسکتا ہے یا نہیں ہوسکتا۔ ہمیں تو صرف یہ بتائیں کہ آپ نے پونے پانچ سال میں کیا کیا اور کیا آپ کامیاب ہیں یا ناکام ہیں؟ عوام صرف یہ سننا چاہتی ہے، یہ نہیں سننا چاہتے کہ پاکستان کو اسلحے سے پاک کرنا ہے۔ اسلحے سے پاک کرنے کا آج فیصلہ بھی ہوجائے تو یہ بیس سال کا منصوبہ ہے۔ کیا یہ اتنی آسانی سے اسلحے سے پاک ہو جائے گا؟ اسلحے سے پاک ہونا چاہیے لیکن آج کی حالت تو دیکھیں، آٹھ، نو ہزار لوگ پونے پانچ سال میں target killings کی وجہ سے مرے ہیں۔ اغوا برائے تاوان کی وجہ سے تاجروں کے بچے مرے ہیں۔ اس کے علاوہ کراچی میں قبضہ مافیا، لینڈ مافیا، شیعہ سنی، پنجابی، مہاجر، پٹھان، فلاں مختلف پارٹیوں کے gangs ہیں۔ پیپلز پارٹی بھی کہہ چکی ہے کہ militant wing ہیں۔ آپ نے ابھی تک کسی چیز کو ختم بھی کیا ہے؟ آج یہ بھی تو قوم کو بتائیے۔ محرم ہے تو

آج کی رات ہر اک گھر کا یہی عالم ہے
آج کی رات ہر اک گھر میں صف ماتم ہے
ماتمی ہاتھ فقط سینہ زنی جانتے ہیں
ماتمی ہاتھوں سے زنجیر نہیں کٹ سکتی
زنجیر کٹے بھی تو فصیل زنداں
اتنی محکم ہے کہ رستے سے نہیں ہٹ سکتی
ہٹ جائے بھی بالفرض تو اس کے آگے
اور زنداں ہے جو اس سے بھی بڑا زنداں ہے

بات یہ ہے کہ مسئلہ صرف کراچی کا تھوڑا ہی ہے باقی شہروں کا کیا حال ہے۔ابھی بلوچستان کی بات ہو رہی تھی، کبھی کہیں سے کوئی اچھی خبر تو آتی ہی نہیں ہے۔میں شعروں کا اس لیے زیادہ سہارا لے رہا ہوں کہ آپ نے ابھی گھنٹی بجا دینی ہے۔

میں یہ کس کے نام لکھوں جو الم گزر رہے ہیں
میرے شہر جل رہے ہیں، میرے لوگ مر رہے ہیں
کوئی غنچہ ہو کہ گل ہو، کوئی شاخ ہو، شجر ہو
وہ ہوائے گلستان ہے کہ سبھی بکھر رہے ہیں

یہ وہی کراچی تھا جہاں پورے پاکستان سے لوگ رزق حاصل کرنے آتے تھے اور لوگ کھلی باہوں کے ساتھ ان کا خیر مقدم کرتے تھے۔

وہی خطہ زمیں تھا جہاں رحمتیں تھیں نازل
وہی خطہ زمیں ہے کہ عذاب اتر رہے ہیں
وہی طائروں کے جھرمٹ جو ہوا میں جھومتے تھے
وہ فضا کو دیکھتے ہیں تو اب آہ بھر رہے ہیں
کوئی اور تو نہیں ہے پس خنجر آزمائی
ہم ہی قتل کر رہے ہیں، ہم ہی قتل ہو رہے ہیں

جناب چیئرمین! اس ایوان میں ایسی باتیں ہوتی ہیں، یہ ایوان نوحے پڑھنے کے لیے نہیں ہے، یہ ایوان مسئلے کی نشاندہی کرنے کے لیے ہے۔جرات کا مظاہرہ کریں، بہادری کا مظاہرہ کریں اور بتائیں کہ اس کا کون ذمہ دار ہے اور سب سے زیادہ اطلاعات حکومت کے پاس ہوتی ہیں، اپوزیشن کا کام اس کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔آپ نہ نشاندہی کرنے کو تیار ہیں، نہ کسی کو پکڑنے کے لیے تیار ہیں۔یہاں میرے نام کا حوالہ دیا گیا۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ جناب 2 Star General یہ کہتا ہے کہ ہم بندے پکڑتے ہیں اور یہ چھڑوالیتے ہیں۔میرے بھائی وسیم اختر جو ایم کیو ایم کے ایم این اے ہیں انہوں نے میرے ساتھ ایک Talk Show میں بیٹھ کر کہا کہ ایک مہینے میں کراچی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔اب ایک ایسا شخص جو وہاں کی سب سے زیادہ political support رکھنی والی پارٹی کا ایم این اے، جو صوبائی وزیر داخلہ بھی رہا وہ یہ کہتا ہے کہ ایک مہینے میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو بھائی حکومت تو پونے پانچ سال سے چل رہی ہے۔ستاون مہینے ہو چکے ہیں، ایک مہینے میں مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو یہ مسئلہ حل کیوں نہیں کیا اور آپ ستاون مہینے کیوں حکومت میں بیٹھے رہے، لوگوں کو اس بات کا جواب دیں۔اصل بات سب کو پتا ہے، آپ بات کا

جواب دیں یا نہ دیں لیکن پاکستان کے عوام یہ جانتے ہیں کہ ایک مفاہمت کی so called سیاست کے نام پر ایک طرف کراچی کے لوگوں کا خون تھا، ایک طرف کراچی کی سڑکوں کو کراچی کے مجبور، محکوم، بے کس لوگوں کے خون سے سیراب کیا جا رہا تھا اور دوسری طرف اپنے سیاسی مفادات تھے، اپنی پارٹی کے مفادات تھے، اپنے ذاتی مفادات تھے، اپنے کاروبار تھے، اپنی جیبوں کو بھرنا تھا اور اپنے اقتدار کو protect کرنا تھا اور فیصلہ بڑا آسان اور simple تھا کہ کیا لوگوں کے خون کو روکنا ہے، کیا کراچی میں قتل عام بند کرنا ہے یا اپنے اقتدار کو قائم رکھنا ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے اقتدار کو قائم رکھا اور کراچی کے آٹھ، نو ہزار بے گناہ لوگوں کے خون سے کراچی کی سڑکوں کو لالہ زار بنایا گیا۔ جناب والا، اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کے ذمہ دار تو وہی ہوتے ہیں جو صاحب اقتدار ہوتے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں سب کچھ ہوتا ہے۔ ہم تو کمزور لوگ ہیں شاید آپ سے نہ پوچھ سکیں، اس ملک کے عوام بھی بڑے کمزور ہیں۔

جناب چیئرمین! لیکن تاریخ کا مورخ بڑا ظالم ہوتا ہے، وہ جب لکھے گا تو ایک ایک بات لکھے گا اور ہم اس دنیا میں نہیں ہوں گے لیکن یہ تعاقب جاری رہے گا جو اس چیز کے ذمہ دار تھے۔ ان کی اولادوں کو اس چیز کا جواب دینا پڑے گا کہ کیوں تم نے کراچی میں خون کی ہولی کھیلی؟ آج اسلحے کی بات کرتے ہیں۔ اسلحے سے پاک کرنے سے ہو گا کیا۔

جناب چیئرمین: مشاہد صاحب conclude کریں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: conclude یہی ہے کہ

ذہن پر خوف کی بنیاد اٹھانے والو
گیت کے شہر کو بندوق سے ڈھانے والو
کشتیاں دیکھ کر طوفان اٹھانے والو
برچھیاں والو، کماں والو، نشانے والو
دل کی درگاہ میں پندار مٹا کر آؤ
اپنی آواز کی پلکوں کو جھکا کر آؤ

انشاءاللہ تعالیٰ یہ وقت خراب ہے یہ گزر جائے گا، عوام کا ہاتھ ہو گا اور آپ کا گریبان ہو گا۔ کڑا احتساب ہو گا اور روز حساب ہو گا اور انشاءاللہ

کب تک اس شاخ گلستان کی رگیں ٹوٹیں گی
کونپلیں آج نہ پھوٹیں تو کل پھوٹیں گی

شکریہ۔ جناب چیئرمین۔ وما علینا الابلاغ المبین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب اعظم ہوتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی: شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی کراچی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں لیکن نہ تو کسی کی مخالفت میں اور نہ کسی کی حمایت میں۔ اس resolution سے اختلاف تو نہیں کیا جاسکتا لیکن بابر غوری صاحب نے بات کی تو اس لیے میں نے بھی ارادہ کیا کہ میں بھی بات کرلوں۔ کراچی کا مسئلہ آج کا مسئلہ نہیں ہے۔ نہ یہ لمبی لمبی تقریروں سے نہ شعروشاعری سے نہ ایک دوسرے پر تنقید کرنے سے مسئلہ حل ہوگا۔ میں مشاہداللہ صاحب کو بھی یاد دلادوں۔ کراچی کی تاریخ میں دو تین ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ ایک 1986 میں جب بدترین فسادات ہوئے تھے Urdu Speaking اور پختونوں کے درمیان اور سینکڑوں نہیں ہزاروں ورکر اس وقت کی NAP کے اور ایم کیو ایم کے اس میں مارے گئے لیکن جب ارادہ تھا اور نیت صاف تھی تو مرحوم خان عبدالولی خان صاحب تشریف لے گئے ایک شام الطاف بھائی کے ساتھ بیٹھے اور صبح فسادات بند ہوگئے۔ وہاں مشترکہ جلسہ ہوا، کسی نے کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا کیونکہ ارادہ تھا۔ 1992 میں مشاہداللہ صاحب چلے گئے، وہ اس وقت ان ایوانوں کا حصہ نہیں تھے۔ مشاہد حسین صاحب بیٹھے ہیں، ہمارے بھائی ہیں۔ 1992 میں فیصلہ ہوا کہ کراچی کو صاف کیا جائے۔ اتحادی حکومت تھی، ایم کیو ایم بھی اس حکومت میں بیٹھی تھی۔ محترم نواز شریف صاحب نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایسا ہونا چاہیے۔ کراچی کو صاف کرنے کی بات ہوئی تھی، ایم کیو ایم کو صاف کرنے کی بات نہیں ہوئی تھی۔ نتیجہ کیا نکلا؟ جب وہاں operation شروع ہوا تو صرف MQM specific targeted operation ہوا۔ اب تو یہ کافی عرصے سے چلا آرہا ہے۔ اسی طرح نصیراللہ بابر صاحب نے بھی operation کیا۔ ہر روز پچیس تیس لاشیں ملتی تھیں۔ اس زمانے میں score لکھے جاتے تھے کہ جی آج پچاس ہوگئے اور آج century پوری ہوگئی۔ وہ بھی مسئلے کا حل نہیں تھا۔

جب سے ہم افغان جنگ میں ملوث ہوئے ہیں اور دہشت گردی کی لپیٹ میں آئے ہیں، کسی بھی دور میں کراچی میں آرام اور سکون نہیں آیا۔ Deweaponization of Karachi کی بات محض مفروضے ہیں۔ افواجِ پاکستان کو اگر دوسرے کام چھوڑ کر دس سال تک صرف deweaponization پر لگادیں تو آدھے کراچی کی deweaponization نہیں ہوسکتی، پاکستان کو تو چھوڑیں۔ کہا جاتا ہے کہ جی license cancel کریں اور بندوق واپس لیں۔ بندوق اگر امن کے لیے ہو تو deterrent ہے لیکن اسے غلط مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے تو پھر وہ دہشت گردی کے زمرے میں آتی ہے۔

کراچی صرف ایم کیو ایم کا، اے این پی کا یا پیپلز پارٹی کا نہیں بلکہ سارے پاکستانیوں کا شہر ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں، تمام مذہبی جماعتوں اور تمام شہریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان کے کسی بھی شہر میں رہائش اختیار کریں اور وہاں اپنی روزی روٹی کمائیں جبکہ حکومت کا فرض ہے کہ ان کو تحفظ دے۔ اگر میں کل کو کہوں کہ پشاور صرف پختونوں کا ہے تو یہ غلط ہے۔ پشاور سب کا ہے، بلوچیوں کا ہے، پنجاب کا ہے، اردو بولنے والوں کا ہے اور ان کو پورا حق حاصل ہے۔ یہ تمام شہر پاکستان کے ہیں لیکن ہم نے زمینی حقائق پر بات کرنی ہے۔

جناب! اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ جن کی نیت صاف ہو، جن کا ارادہ ہو، جو واقعی امن چاہتے ہوں اور کراچی میں امن چاہتے ہوں، وہ across the board بیٹھ کر ایک ارادہ اور فیصلہ کریں کہ آج کے بعد کراچی میں بدامنی نہیں ہوگی۔ پھر بے شک لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں اسلحہ پڑا ہو لیکن وہ کام نہیں آئے گا۔ میں بابر غوری صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن اعتماد کا فقدان ہے۔ یہ معاہدے کئی مرتبہ ہو چکے ہیں، کئی مرتبہ ہم بیٹھ چکے ہیں، یہ فیصلے ہو چکے ہیں، یہ کاغذ ہے اس پر بھی دستخط ہوئے ہیں، پھر بھی دستخط ہو جائیں گے لیکن اب کوئی guarantor چاہیے جو ہمارے اور آپ سب کے بیچ بیٹھ کر اس بات کی guarantee دے کہ جس بات کا ہم ارادہ کریں، جس پر فیصلہ کریں اور جس پر معاہدہ کریں، اس کو عمل میں لایا جائے گا۔ اے این پی دہشت گردی کے خلاف اور امن کی خاطر اپنا ہاتھ آپ کی طرف بڑھاتی ہے۔

(اس موقع پر سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی نے سینیٹر بابر خان غوری سے مصافحہ کیا)

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی: جناب عالی! میری اتنی ہی گزارش تھی۔ ہم ہر وقت اس بات کے لیے تیار ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ اس subject پر ہم تین مہینے سے بول رہے ہیں، میرے خیال میں ابھی اعظم ہوتی نے بھی اسی طرف اشارہ کیا۔ جناب! اس resolution کو move کرنے والے، وہ جواب اس پر لڑ رہے ہیں اور جو ابھی ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر دہائی دے رہے ہیں کہ ہم اکٹھے ہیں، سوال یہ ہے کہ اگر آپ دونوں اکٹھے ہیں تو یہ مسئلہ حل کیوں نہیں ہو سکا۔ یہ کاغذ شاید اس وقت اعظم ہوتی صاحب کے ہاتھ میں بھی ہوگا، میرے ہاتھ میں موجود ہے، آپ اس پر ذرا غور فرمائیے:

"Minutes of the meeting with the Prime Minister held at C.M.

House, Sindh dated 6th August, 2010"

2010 میں یہ میٹنگ ہوتی ہے۔ اس میٹنگ میں شریک کون ہوتا ہے؟

"Prime Minister of Pakistan held a meeting between the senior leaders of the coalition partners, PPP, MQM and ANP. They resolved that peace must be maintained in a greater interest of the country in general and particularly in Karachi."

جناب! اس کے دس points ہیں کہ کراچی میں طالبانائزیشن بند کردیں گے، کراچی میں امن لائیں گے، کراچی میں یہ کریں گے اور کراچی میں وہ کریں گے۔ This is dated 6-8-2010. اس پر دستخط ہیں جناب راشد ربانی کے جو پیپلز پارٹی کے لیڈر ہیں، جناب افراسیاب خٹک کے جو اے این پی کے لیڈر ہیں اور سینیٹر اے۔ رحمٰن ملک کے جو وفاقی وزیر داخلہ ہیں۔ یہ بات آج کی نہیں، 2010 کی ہے۔ ان تینوں جماعتوں نے، جو اس وقت یہاں بیٹھ کر کیچڑ اچھال رہے ہیں، 2010 میں پرائم منسٹر کی leadership میں بیٹھ کر ایک فیصلہ کیا جبکہ ہم گزشتہ تین مہینے سے اس موضوع پر بحث کر رہے ہیں کہ یہ ہوگا یا نہیں ہوگا۔ جو تین جماعتیں حکومت میں شامل ہیں، 2010 میں ان کی senior leadership مل کر فیصلہ کرتی ہے کہ اب ہم کچھ کریں گے۔ آج 2012 ختم ہونے کو ہے اور آج وہ دوبارہ سینیٹ میں آکر resolution move کرتے ہیں اور شور کرنا شروع کردیتے ہیں کہ کراچی میں یہ ہوا اور کراچی میں وہ ہوا۔ ابھی ان کو یاد آرہا ہے کہ اس ملک میں فوج بلالیں یا کراچی میں فوج بلالیں۔

جناب! یہ بات کہنا کہ کراچی میں فوج بلائی جائے، میں کم از کم کسی پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یہ کوئی بات نہیں کہ اگر یہ تنظیمیں کہیں کہ ہمارا ادھر کسی سے کوئی تعلق نہیں، ہمارے پاس ایک بھی بندوق نہیں ہے یا ہم بڑے مظلوموں کی طرح کراچی شہر میں پھر رہے ہیں۔ Nobody is going to accept this thing اور نہ ہی اس بات کو کراچی شہر میں کوئی ماننے کو تیار ہے۔ I am sorry میرے تینوں دوست ہیں، چاہے ایم کیو ایم ہو، پیپلز پارٹی ہو یا پھر اے این پی ہو، اگر وہ کہتے ہیں کہ اس شہر میں ہمارے پاس ایک بھی بندوق نہیں ہے، ہم مظلوموں کی طرح پھر رہے ہیں اور صرف غنڈوں کے پاس بندوقیں ہیں، تو ایسا نہیں ہے۔

ہاں، یہ سوال ضرور اٹھتا ہے اور اس کا فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے۔ مشاہد اللہ صاحب نے کہا کہ ان کی جماعت پرامن ہے۔ جناب! آپ کی جماعت پرامن نہیں ہے۔آپ کی جماعت تو ہے ہی نہیں ۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ آپ کی جماعت پرامن ہے کیونکہ آپ کا عسکری ونگ نہیں ہے، عسکری ونگ کے بغیر کوئی سیاسی جماعت کراچی شہر میں سیاست نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی کہے کہ میرے پاس بندوق نہیں ہے اور میں کراچی میں سیاست کروں گا، کراچی کا شہری اس چیز کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جہاں تک تاریخ کی بات ہے کہ کراچی میں weaponization کب شروع ہوئی؟ کس نے کی؟ میں آپ کو ان سب سے زیادہ بہتر تاریخ بتاؤں گا, because I was a victim, ہمیں تو اسی کی دہائی میں جب ایم کیو ایم نہیں بنی تھی، there was only APMSO ان دوستوں میں شاید کوئی بھی نہیں تھا، اس وقت وہاں بندوقیں چلیں، .APMSO was not there یہ بندوقیں ہمارے نوجوانوں کو تعلیمی اداروں میں provided by General Muhammad Zia-ul-Haq through Jamat-e-Islami and Jamiet-e-Talba. ہم تاریخ تو بہت detail میں بتائیں گے مگر اب سوال یہ ہے کہ خدارا! ہم ایک دوسرے سے منافقت کرنا بند کردیں، ہم 2010 میں فیصلہ کرتے ہیں، 2012 میں آکر ہم ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ ہم یہاں تین مہینے discussion کرتے ہیں اور رحمٰن ملک صاحب اسے wind up کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جناب والا! اگر آپ record اٹھا کر دیکھیں، اس دوران آپ دو چار مرتبہ ملک سے باہر چلے گئے تھے۔ میرے خیال میں ان میں مشہدی صاحب top پر ہوں گے، دوسرے نمبر پر شاہی سید ہوں گے، میں بھی third position پر آؤں گا، اس طرح مل کر ہم پانچ آدمی ایسے ہیں کہ اس resolution پر ہر کسی نے چار چار مرتبہ تقریریں کی ہیں، مشہدی صاحب کا تو پتا نہیں ہے کیونکہ وہ mover ہیں، ہر چار دنوں کے بعد اس کی تقریر ہوتی ہے اور ہماری وفاقی حکومت کی seriousness یہ ہے کہ اس کا Minister for Interior اسے wind up کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جناب والا! اب مجھے کم از کم کوئی امید نہیں ہے۔ پہلے وقتوں میں ہم گولیوں کی آواز صرف دیہاتوں میں سنتے تھے، آج کل ہم گولیوں کی آواز صرف کراچی میں سنتے ہیں۔ اسی کراچی شہر میں راکٹ لانچر use ہوئے ہیں۔ جناب والا! وہاں groups بنے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ بالکل no go areas ہیں جہاں کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ سب لوگوں کے no go areas ہیں۔ میں ایم کیو ایم والے دوستوں سے کہتا ہوں کہ کیا وہ لیاری جا سکتے ہیں؟ کیا ان کے علاقے میں لیاری والے آسکتے ہیں؟ وہاں آدمی صرف اسی لیے قتل ہوتا ہے کیونکہ وہ بلوچ

ہے، اس کا تعلق کسی سے ہے یا نہیں، وہ قتل صرف اسی لیے ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاقے سے نکلتا ہے۔ وہ بلوچ جو وہاں آتا ہے، وہ غریب پسنی سے آیا ہوا ہے، گوادر سے آیا ہوا ہے، خضدار یا کوئٹہ سے آیا ہوا ہے۔ آپ کو سینکڑوں کے حساب سے موچی، برف والے، عام آدمی پشتون ملیں گے جو مارے گئے۔ اب ایک برف بیچنے والے کا، ایک موچی کا، ایک بلوچ مکینک کا یا ایک اردو speaking ریڑھی چلانے والے کا دہشت گردی سے کیا تعلق ہے؟ وہ سارے مارے جا رہے ہیں۔ ہم روز اخبارات دیکھتے ہیں کہ دو اے این پی، تین ایم کیو ایم کے لوگ مارے گئے، تین پیپلز پارٹی کے لوگ اور دو ایم کیو ایم کے لوگ مارے گئے۔ تینوں جماعتیں یہ کہانی ہمیں سمجھا دیں کہ ہر کوئی ٹی وی پر آتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک گئے ہیں لیکن شام کو Cabinet meeting میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے پر الزامات بھی لگاتے ہیں۔ جناب والا! جب تک will نہیں ہو گی، ایمانداری نہیں ہو گی، آپ کا clear vision نہیں ہے، آپ کراچی کو اب اس طرح آرام سے ٹھیک نہیں کر سکتے۔

جناب والا! اب مزید کیا بولیں؟ اب وقت ہی کتنا رہ گیا ہے؟ وفاقی حکومت ہو، صوبائی حکومت ہو، Coalition Government ہو، اب ہم صرف تین مہینے اور تقریریں کر لیں گے۔ اگلی حکومت آئے گی اور کراچی اپنی قسمت پر روئے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، مشاہد حسین سید صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: شکریہ، جناب چیئرمین! میرے خیال میں بڑی سیر حاصل بحث ہو رہی ہے۔ میں سب سے پہلے تو سینیٹر اعظم خان ہوتی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں، he spoke the truth and he spoke above party lines اور حاصل بزنجو صاحب کے والد صاحب نے بھی کبھی سرکاری سچ نہیں بولا، انہوں نے بھی سرکاری سچ نہیں بولا، کلمہ حق کہا ہے اور اچھی بات ہے کہ کھل کر باتیں ہو رہی ہیں۔ میں اسی سلسلے میں صرف دو تین باتیں add کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں ابھی کراچی گیا تھا، سینیٹر افراسیاب خٹک صاحب کی Standing Committee on Human Rights کی 2 نومبر کو میٹنگ تھی جس کا ذکر مشاہد اللہ خان صاحب نے کیا۔ ہم نے I.G. Police, D.G Rangers, Chief Secretary کو بلایا۔ اس میٹنگ میں ہماری بڑی effective سینیٹر نسرین جلیل صاحبہ، فرحت اللہ بابر صاحب، میاں رضا ربانی صاحب بھی موجود تھے، وہاں بڑی واضح بات ہوئی۔ D.G Rangers, who is a two star General, Major General Rizwan Akhtar, had said that the main issue is that these there political parties have militant

none of them was tried or لوگ ناجائز اسلحے میں پکڑے گئے، wings, 8500
آتی ہے اور convicted, they were got off scot free, telephone call
So let's identify the root cause, the ہوتی ہے۔ political interference
root cause is a political issue and the stakeholders have to take
That is number one, کیے ہیں۔ sign وہ سیاسی جماعتیں جنہوں نے responsibility
militant wings and private armies.

جناب والا! دوسری چیز، میرے سیدھے ہاتھ پر سید مصطفےٰ کمال صاحب بیٹھے ہوئے
he was a Mayor of Karachi ہیں، ابھی حال ہی کی بات ہے کہ 2005 سے 2010 تک
but I think he was one of the best Mayors Karachi has ever
and I اس وقت تک had, one of the best in Pakistan I would say.
کراچی میں اس قسم کی صورت حال نہیں تھی۔ think my memory serves me right
So the local تھے۔ stakeholders وہی سیاسی لوگ تھے، وہی سیاسی پارٹیاں تھیں اور وہی
government is very important buffer for good governance and
buffer between the people and the government, 2500 elected
councilors and 178 Union Councils. I think the failure to have a
local government system and the failure to hold local
government elections has also been one factor which has
اب آگے چلنا ہے، ہم کراچی کی بات کر رہے ہیں کہ جیسے یہ compounded the problem.
I feel the time has come, there are level headed مسئلہ چلتا رہے گا،
people in all sides, I know Nasreen Jalil *Sahiba,* I will not call
her a statesman, stateswomen rather because she can rise
بابر he has delivered, سید مصطفےٰ کمال صاحب کو دیکھیں، above party lines.
غوری صاحب اور دوسرے لوگ ہیں،

I think the political parties should show their maturity. If Karachi spins out of control, then Mr. Chairman, all bets are off, forget about elections or anything else. Karachi is a mini Pakistan, Karachi is the future of Pakistan in terms of economic stability, political stability, inter-provincial harmony and the unity of the state of Pakistan. So we can not allow this situation which is a

manmade problem, which is a political problem and its stakeholders are here, it should not spin out of control.

میں سیاسی پارٹیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ there are four issues on which they should agree for the next five to ten years, the issue of economy, energy, extremism and education. آپ اس پر agree کر لیں اور اس میں ساری پارٹیاں شامل ہیں، اس میں ان کا personally کوئی vested interest نہیں ہے and let us agree that the vision that we have for Karachi, with the same vision for Pakistan, with the same vision of founding fathers. اگر ہم یہ ساری چیزیں کر سکتے ہیں، if Azam Khan Hoti and Babar Ghauri can shake hands and I think their shake hand was a sincere shake hand, why can't they do it concretely on the ground in Karachi including the Pakistan People Party which is main stakeholder. I think if they don't do it, history will not forgive them. I am sure this will also destabilize the democratic process. So I appeal to them to move forward and I think they have the vision and hopefully the will to do it. Thank you very much Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جی اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! بڑی ایماندارانہ باتیں ہو رہی ہیں اور صدق دل سے یقیناً یہاں ہمارے فاضل ممبران نے ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ بھی کیا ہے۔ جو تجاویز بھی آرہی ہیں وہ بھی نیک نیتی پر مبنی ہیں۔ میں صرف دو تین چھوٹے چھوٹے نکات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مشاہد حسین سید صاحب نے جو بات کی ہے اس کی حرف بحرف تائید کرتے ہوئے میں ایک چیز یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ یاد رہے کہ کیونکہ یہ قرارداد de-weaponisation process پر ہے۔ de-weaponisation کی کارروائی میں ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہیے پہلی اہم بات یہ ہے کہ جو licensed اسلحہ ہے، جو licensed weapons ہیں وہ کبھی جرم میں یا crime میں استعمال نہیں ہوتے۔ موڈی نے اپنی کتاب 1917 میں لکھی تھی on forensics medicines جس میں کسی گولی یا چھرے سے یا کارتوس سے اس اسلحے کو پہچانا جاسکتا ہے اور match کیا جاسکتا ہے۔ آپ اس کو بخوبی جانتے ہیں اور کئی مقدمات میں ہم نے دیکھا ہے کہ weapon match کرتا ہے کہ نہیں کرتا۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ جو اسلحہ کا لائسنس لے لیتا ہے وہ

پھر اپنے اسلحے سے ڈرتا رہتا ہے۔ وہ اس کو دیکھتا ہے، صاف کرتا ہے اور اس کو احتیاط سے رکھتا ہے کہ کل کہیں یہ criminal activity میں استعمال نہ ہو جائے، صرف دفاع کے لیے اور حفاظت، خوداختیاری کے لیے رکھتا ہے۔ اصل مسئلہ غیر لائسنس اسلحہ کا ہے، un license کا ہے، اگر کوئی آپریشن ہوتا ہے اور سنتے ہیں کہ آپریشن ہو رہا ہے تو اس کے لیے آپریشن ہو یا نہ ہو، دو تین پابندیاں ہونی چاہئیں۔ ایک تو لائسنس والا اسلحہ اور غیر لائسنس والے اسلحے میں امتیاز ہونا چاہیے۔ دوسرا لائسنس والا اسلحہ بھی اگر نمائشی اعتبار سے استعمال ہو رہا ہو تو اس کا انسداد ہونا لازمی ہے۔ مثال کے طور پر لوگ ہوائی فائرنگ کرتے ہیں، چیف منسٹرز کے جلوسوں میں ہم نے دیکھا ہے، میں نے دیکھا ہوائی فائرنگ ہو رہی ہے، ایسے واقعات فیصل آباد میں ہوتے رہے ہیں، وزراء کے ساتھ ان کے جلوسوں میں ہوائی فائر ہوتی ہے وہ اسلحہ لائسنس والا ہو یا غیر لائسنس ہو، اسلحہ کی نمائش اور غیر لائسنس والا اسلحہ بنیادی طور پر دو اقسام ہیں جن کا انسداد ہونا لازمی ہے۔ یہ tactics اور strategy کی بات ہے۔

تیسری گزارش صرف یہ عرض کروں گا کہ کراچی نہیں سارے پاکستان کا بدقسمتی سے اس وقت ایک ذہنیت سے مقابلہ ہے۔ اس ذہنیت نے ایک نیا ہتھیار پیدا کر دیا ہے۔ تاریخ میں جب بھی کوئی نیا ہتھیار ایجاد ہوا ہے تو اس نے اپنی قوموں کے لیے، اپنے فریق کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ جب تیر کمان ایجاد ہوا تو ایسی قومیں جن کے پاس تیر کمان نہیں تھے وہ مفتوح ہو گئیں، جب مشین گن ایجاد ہوئی تو جب تک سامنے والی فوجوں نے، مشین گن نہیں بنائی یا ٹینک نہیں بنایا اس وقت تک مشین گن دنیا میں چھائی رہی۔ جب ہوائی جہاز آیا، ہوائی جہاز سے بمباری شروع ہوئی۔ جس قوم کے پاس زیادہ ہوائی جہاز تھے وہ ان محاذوں پر جنگوں میں، یورپین جنگوں میں زیادہ کامیاب رہے۔ اب میزائل ہیں، anti missile system ہے، اب ٹیکنالوجی بہت آگے جا چکی ہے لیکن ایک ٹیکنالوجی ہمارے ہاں بھی آئی۔ ہمارے خطے میں ایک ہتھیار جو نیا ایجاد ہوا ہے اس کی ذہنیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ہتھیار ہے کہ انسان ہے، تمیز کرنی دشوار ہوجاتی ہے کہ یہ شخص جو جلسے میں، جلوس میں چلا آرہا ہے، ANP کے جلوسوں میں یہ ہوا، بازاروں میں، درگاہوں پر، امام بارگاہوں، مساجد میں، وہ ہتھیار انسان کے روپ میں چلا آتا ہے اور خود پھٹ جاتا ہے کیونکہ اس کی ذہنیت یہ ہے، وہ ذہنی طور پر ایک لمحے میں جنت میں جانا چاہتا ہے اور باقی لوگوں کو یک لخت جہنم میں بھیجنا چاہتا ہے۔ اب یہ ایک ذہنیت ہے، ایک mind set ہے، یہ mind set پورے پاکستان میں ہے اور اس کو de-weaponize کرنے کے لیے ارادہ اور علم چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ساری قوم ایک چھوٹی سی بچی ملالہ کے ساتھ کھڑی ہو گئی حالانکہ آگے سے

بہت باتیں کی گئیں کہ سلالہ نہ ہوتا تو ملالہ نہ ہوتی، ڈرون حملوں کی وجہ سے ملالہ پر حملہ ہوا- ڈرون کا اور ملالہ کا کیا تعلق ہے؟ ڈرون کا اور داتا گنج یا عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر بم دھماکے کا، خود کش حملوں کا کیا تعلق ہے- یہ ایک ذہنیت ہے جو ڈرون سے نہیں بنتی، ڈرون کے ہم سب خلاف ہیں لیکن جو ذہنیت ہے وہ ایک نیا ہتھیار اور نئی ٹیکنالوجی پیدا کر چکی ہے، اس پر سب کو سوچنا ہوگا- سب کو مل بیٹھ کر اس بارے میں غوروفکر کرنا پڑے گا- میرے خیال میں اس ہتھیار کا سب سے زیادہ کاری انسداد ہے، وہ اس عمل کا رد علم ہے اور آپس میں برداشت کی فضا ہے، بھائی چارے کی فضا ہے، ایک دوسرے کے عقیدے کو، ایک دوسرے کی سوچ کو، ایک دوسرے کی سیاست کو جمہوری انداز میں تسلیم کرنے اور برداشت کرنے کی ضرورت ہے-

جناب چیئرمین: شکریہ، زاہد خان صاحب is the last speaker on this resolution.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! یہ de-weaponisation پر بات تھی لیکن یہاں کافی اچھی باتیں ہوئیں اور اعتزاز صاحب نے جس ذہنیت کی بات کی، حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اس ملک کو اس ذہنیت کا سامنا ہے- اس میں کچھ نہیں پتا، میرے خیال میں جو اپنے آپ کو اڑانے والا ہے اس کو بھی نہیں پتا، اس کو بھی کسی نے یہ کہا ہے کہ آپ جنت میں جاؤ گے لیکن شاید اس کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ جائے گا یا نہیں- جناب والا! دو تین باتیں ایسی ہیں- حاصل بزنجو صاحب آگئے ہیں، انہوں نے ایسی باتیں کیں جس سے یہ تاثر مل رہا ہے کہ ANP, MQM اور پیپلز پارٹی آپس میں کراچی میں لڑ رہے ہیں، ان کا اور کوئی کام نہیں ہے، یہ سیٹوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، میرے خیال میں ایسا نہیں ہے- یہ جو آپ نے بات کی کہ 1980 سے ضیاء الحق نے اسلحہ، 1980 سے نہیں، میرے ساتھ ایک talk show میں کرنل امام صاحب تھے، انسان ہیں، اللہ ان کو بخشے، مارا بھی انہی لوگوں نے جن کو اس نے ٹریننگ دی تھی، talk show میں وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ 1974 میں بالاحصار قلعہ میں تھا اور مجھے ایک بریگیڈئر صاحب نے بلایا، اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ ہے میں نے ایک گوریلا ٹریننگ کی تھی انہوں نے مجھے کہا کہ میں آپ کے ذمے ایک کام، یہ باتیں ابھی بھی ریکارڈ میں ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے بلایا اور کہا کہ میں آپ کے ذمے ایک کام لگا رہا ہوں، میں نے کہا کہ میں تو ایک جونیئر آدمی ہوں- وہ دوسرے کمرے میں مجھے لے گیا- وہاں پر ہمارے افغانستان کے جہادی تھے، اللہ بخشے ربانی صاحب بھی اب فوت ہو گئے ہیں اور جماعت اسلامی کی لیڈرشپ بیٹھی ہوئی تھی، اس نے کہا کہ آپ نے ان کو ٹریننگ دینی ہے- یہ on record ہے- یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں- یہ اس کرنل امام صاحب نے کہا تھا- یہ جو آپ کہتے ہیں

کہ ضیاءالحق نے صرف کراچی میں اسلحہ دیا ہے۔ یہ پاکستان کے ہر کالج اور یونیورسٹی میں تقسیم کیا گیا تھا کیونکہ میرے کالج میں بھی دیا گیا تھا۔ تو یہ ایک ناسور تھا جس کو اس نے پھیلایا۔ اگر پنجگور میں کوئی مرتا ہے تو کیا وہاں بھی ANP, MQM اور PPP لڑ رہی ہے، اگر کوئٹہ میں کوئی مر رہا ہے تو کیا وہ بھی ANP, MQM اور PPP والے کر رہے ہیں یا لاہور میں ہمارے 12 جوانوں کو شہید کیا جا رہا ہے تو کیا وہ بھی ANP, MQM اور PPP والوں نے کیا ہے تو ایسے تاثر نہیں ہونا چاہیے۔ جس طرح کہ اعظم ہوتی صاحب نے بابر غوری صاحب سے ایک بات کی۔ ہم سب پر فرض ہے۔ ہم جتنے بھی political parties والے ہیں کیونکہ آپ نے راہنمائی کرنی ہے عوام کی اور ہم نیک نیتی سے عمل کریں اور وہ جو ادارے جنہوں نے اس نہج پر ہمیں پہنچایا ہے اور ابھی تک یہ سلسلہ چل رہا ہے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، چاہے وہ کسی طرف سے بھی ہو، کسی سائیڈ سے بھی ہو لیکن ہو رہا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے اور وہ elements جو ہم نے پیدا کئے تھے جن سے ہم کشمیر فتح کر رہے تھے، ہم افغانستان سے روس کو بھگا رہے تھے اور اس کے بعد ہم امریکہ کو بھگانا چاہتے ہیں۔ یہ چیزیں اس ملک کے اندر ہیں اور ذہنیت اس حد تک چلی گئی ہے جیسے اعتزاز احسن صاحب نے بات کی کہ اگر ایسی ذہنیت والا آدمی مسجد میں بھی گھس جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اڑا دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ مسجد میں جو نمازی ہیں وہ بھی مسلمان ہیں اور ہو سکتا ہے وہ اس سے بہتر ہوں۔ اسی طرح امام بارگاہ، بازار، ہسپتال اور سکول کو بھی اڑایا جاتا ہے۔ یہ بھی ذہنیت ہے کہ خالی سکول کو بھی اڑا دیا جاتا ہے تا کہ لوگ علم حاصل نہ کر سکیں۔ جنازہ گاہ میں بھی ایک جنازہ ہو رہا ہے، ایک آتا ہے اور bomb blast کرتا ہے اور نتیجتاً 40,50 جنازے اور اٹھ جاتے ہیں۔ جناب! یہ ذہنیت ہے۔ ہمیں اس ذہنیت سے قوم کو خبردار کرنا ہوگا۔ جس طرح ابھی ہمارے ایک جرنلسٹ بھائی کی باتیں ہوئی ہیں۔ اس وقت Journalists کو threats بھی ہیں۔ اس کی main وجہ یہ ہے کہ وہ یہ چیزیں قوم اور عوام کے سامنے لاتے ہیں، چاہے ملالہ والا کیس ہو، چاہے کسی اور کا کیس ہو، ایسی چیزیں news کے ذریعے عوام کے سامنے آتی ہیں۔ جناب! اب عام عوام بھی اس چیز کو سمجھ چکے ہیں لیکن خرابی leadership میں ہے۔

جناب چیئرمین! آج کل ہم ہر وقت یہی بات کرتے رہتے ہیں کہ شاید میں بچوں گا یا نہیں، شاید میں جلسہ بھی کر سکوں گا یا نہیں، عوامی جلوس میں بھی شمولیت کر سکوں گا یا نہیں اور ووٹ بھی لے سکوں گا یا نہیں۔

جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ اور لوں گا۔ یہاں پر وزیرستان کے آپریشن کی بات کی جاتی ہے۔ وزیرستان میں کس کے خلاف آپریشن ہوتا ہے۔ وزیرستان میں دو قسم کے لوگ

ہیں۔ ایک TT of Pakistan اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ آج کل حکیم اللہ کی کہانی چل رہی ہے جس میں ابھی شک ہے کہ وہ ڈرون سے مارا گیا یا نہیں۔ اگر وہ مارا گیا ہے تو کیا اس کے رشتہ دار نے بم رکھا یا اس کے سالے نے اسے مارا یا اس کے سسر نے مارا۔ ابھی تک یہ کہانی صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ کیا TT of Pakistan مجھے بتا سکتے ہیں کہ ڈرون حملے میں فلاں بندہ مارا گیا ہے۔ جناب! دیکھنا یہ ہے کہ drone attacks کس کے خلاف کیے جاتے ہیں۔ ایک آدمی کو bad کہا جاتا ہے اور ایک کو good کہتے ہیں۔ جس کو ہم good کہتے ہیں ڈرون حملہ اسی پر ہوتا ہے اور آپریشن کے لیے بھی اسی کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ جو bad ہیں اور ہمارے خلاف لڑ رہے ہیں وہ تو وزیرستان میں یا کہیں اور ہوتے ہیں، ان کے خلاف operation کے لیے بھی امریکہ آپ کو کہنا نہیں چاہتا۔

جناب چیئرمین: Please conclude کر لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: ٹھیک ہے۔ جب تک یہ تینوں ممالک افغانستان، پاکستان اور امریکہ ایک جگہ نہیں بیٹھتے اور یکجہتی سے فیصلہ نہیں کرتے کہ جو bad ہے وہ سب کے لیے ہے، چاہے وہ ہمارا ہے یا ان کا ہے۔ جب تک ہم اس چیز پر متفق نہیں ہوتے اور ہم کوئی راستہ نہیں نکالتے اس وقت تک تو پاکستان کی صورتحال مزید خراب ہوتی جائے گی اور ہم کبھی بھی امن کی طرف نہیں جائیں گے۔

جناب! میں آخر میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری جو ساری political leadership ہے چاہے وہ مذہبی ہے، political ہے یا سول سوسائٹی سے تعلق رکھتی ہے اسے ایک ہونا پڑے گا۔ اس دلدل سے ہمیں نکلنا ہو گا ورنہ پاکستان تباہی کی طرف جائے گا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. I now put the resolution before the House. Bizenjo *sahib*, you have already spoken, please let me put the resolution to the House. No interference now.

It has been moved that;

"This House recommends that the Government may take effective steps to deweaponize the city of Karachi in view of prevailing law and order situation in the city."

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The resolution stands passed.

(Desk thumping)

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں بزنجو صاحب! آپ کا opinion آگیا ہے۔

The majority had it and that has been passed. There is only single voice from your side. I now come to item No. 3. Let me move with the Orders of the Day.

آپ تشریف رکھیں۔ When I will give you the floor پھر آپ بات کریں۔

Please take your seat. Item No. 3 stands in the name of Mr. Karim Ahmed Khawaja, please move the resolution.

Resolution on Establishing Shelter Houses for Senior Citizens

Senator Karim Ahmed Khawaja: Thank you Mr. Chairman. Sir, I beg to move that;

"This House recommends that the Government may establish shelter houses for senior citizens".

Mr. Chairman: Thank you. We will have a discussion on the subsequent day. It will be a commenced business now. Yes, Haseeb Khan *Sahib.*

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب چیئرمین! بہت سی باتیں ہوئی ہیں جن میں ایک بات ہم neglect کر رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ میں لاکھوں لوگوں کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت کراچی کے اندر جو حالات ہو گئے ہیں، جس طریقے سے لاکھوں لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں، انڈسٹری بند ہو رہی ہے اور اس قسم کے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں حکومت serious نہیں ہے۔ ابھی National Bank کے افسران کو آپ لوگوں نے گرفتار کیا ہے for no reasons whatsoever. اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ انہوں نے انڈسٹریز کو loan دینا بند کر دیا۔ انڈسٹریز ویسے ہی بند ہو رہی ہیں۔ آپ لاکھوں لوگوں کو اگر باہر روڈ پر لے کر آجائیں گے تو یہ کیسے ہو گا؟ Saleem Mandviwalla *Sahib* بیٹھے ہوئے ہیں، میں اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں

درخواست کروں گا، کہ یہ بتائیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی genuine reason کے National Bank کے لوگوں کو گرفتار کیا۔ انہوں نے انڈسٹریز کو loan دینا بند کر دیا۔ انڈسٹریز کو loan نہیں ملے گا تو انڈسٹریز بند ہو جائیں گی۔ ہزاروں اور لاکھوں لوگ باہر نکل آئیں گے تو یہ سب کچھ کیسے چلے گا۔ کیا وجہ ہے اس بات کی۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Hasil Bizenjo *Sahib.*

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چیئرمین! پہلے اس کا جواب ہمیں دیا جائے کیوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

Mr. Chairman: Babar Ghauri *Sahib,* you have put a question instantly and you require a Minister to make a reply for that. No,

move an adjournment motion, یا تو آپ calling attention notice لائیں یا The اس طرح نہ کریں۔ to give an opportunity to the Cabinet Minister. procedure doesn't allow that. جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اور خاص طور پر حکومت کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں کہ کل سے کوئٹہ میں ڈاکٹروں پر تشدد ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں۔ آج کوئٹہ کے تمام ڈاکٹروں نے جب جلوس نکالا اور جب وہ گورنر ہاؤس کی طرف گئے تو وہاں ان پر shelling ہوئی، ان پر باقاعدہ ہوائی فائرنگ ہوئی۔ ہمارے اس وقت 12 professors جو بولان میڈیکل کالج کے ہیں، اس وقت گرفتار ہیں۔ ایک سینیئر ڈاکٹر زخمی ہے جو اس وقت ICU میں ہے۔ 200 کے قریب ڈاکٹرز اس وقت جیل میں ہیں۔ دوسری طرف ہماری صوبائی حکومت یہاں بیٹھی ہے اور تاریخ رقم کر رہی ہے کہ بلوچستان کابینہ کی پہلی میٹنگ اسلام آباد میں ہوئی ہے۔ اخبار میں ہے کہ تاریخ رقم ہو گئی ہے کہ بلوچستان کابینہ اسلام آباد میں میٹنگ کر رہی ہے۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ شرم کی بات ہے کہ وہاں پر آپ کے پروفیسر، ڈاکٹر جیل میں پڑے ہوئے ہیں، ان پر فائرنگ ہو رہی ہے، وہ آئی سی یو میں پڑے ہیں اور ہمارے وزراء صاحبان یہاں بیٹھ کر اپنی کابینہ کی میٹنگ کر رہے ہیں، ہم اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور ہاؤس کے دوسرے ممبران سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ اس کی مذمت کریں۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی اپنی تقریر میں یہی بات کہنا چاہ رہی تھی جو میر حاصل بزنجو صاحب نے فرمائی ہے کہ ہمارے بلوچستان کے دو سو کے قریب ڈاکٹر جن میں کوئی بارہ تیرہ پروفیسر، سرجن شامل ہیں جیل میں ہیں۔ ان کا قصور یہ ہے کہ وہ لوگ 32 روز سے اس بات پر ہڑتال کر رہے ہیں کہ چار پانچ دن بعد ایک ڈاکٹر اغوا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد ransom لے کر اس ڈاکٹر کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کو کیسے protection دی جائے گی۔ ڈاکٹروں کی رات کو بھی ڈیوٹی ہے، دن میں بھی ڈیوٹی ہے، رات ایک بجے بھی ڈیوٹی ہے، مریض اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہتی ہوں کہ یہ بہت بڑا issue ہے، اس وقت تمام ڈاکٹر سڑکوں پر نکل آئے ہیں، ہسپتال بند ہو چکے ہیں، تین سو ڈاکٹر جیل میں ہیں، یہ پڑھے لکھے لوگ ہیں جنہیں گریبان سے گھسیٹ کر پولیس کی گاڑیوں میں ڈالا گیا ہے۔ میں اپنے صحافی بھائی کی شہادت کے ساتھ ساتھ سخت protest کرتے ہوئے، بہت زیادہ protest کرتے ہوئے یہ بات کہہ رہی ہوں، آپ کے توسط سے کہہ رہی ہوں، خدارا! یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ وہ پڑھے لکھے بچے جن پر ماں باپ نے کئی کئی لاکھ روپے خرچ کئے ہیں، آپ ان کو اس طریقے سے treat نہ کریں، ان کا احتجاج ڈیوٹیوں کے خلاف نہیں، احتجاج یہ ہے کہ ہم روزانہ اغوا ہو جاتے ہیں اور پھر 90 ,80 لاکھ روپے دے کر چھڑایا جاتا ہے۔ خدا کے واسطے آپ اس میں intervene کریں۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 20th of November, 2012 at 05:00 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 20th of November, 2012 at 05:00 P.M.)